SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, November 27, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past five in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشر المنٰفقین بان لهم عذابا الیما ۔ الذین یتخذون الکٰفرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندهم العزة فان العزة للہ جمیعا۔ وقد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذاسمعتم اٰیٰت اللہ یکفر بها و یستهزابها فلا تقعدوا معهم حتٰی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلهم ان اللہ جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جهنم جمیعا۔

ترجمہ (اے پیغمبر) منافقوں (یعنی دو رخے لوگوں) کو بشارت سنا دو کہ ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے ۔ جو مومنوں کو چھوڑ کر

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, November 27, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past five in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بشر المنٰفقین بان لھم عذابا الیما ۔ الذین یتخذون الکٰفرین اولیا ء
من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ وقد
نزل علیکم فی الکتٰب ان اذاسمعتم اٰیٰت اللہ یکفر بھا و یستھزابھا فلا
تقعدوا معھم حتٰی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ
جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جھنم جمیعا۔

ترجمہ (اے پیغمبر) منافقوں (یعنی دو رخے لوگوں) کو بشارت سنا
دو کہ ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے ۔ جو مومنوں کو چھوڑ کر

کافروں کو دوست بناتے ہیں - کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنی چاہتے ہیں تو عزت تو سب اللہ ہی کی ہے - اور اللہ نے تم (مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے۔ (سورۃ نساء، ۱۳۸ تا ۱۴۰)

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پہلے مجھے رخصت کی درخواستیں پڑھ لینے دیں۔ اس کے بعد adjournment motion کر لیں گے اس کے بعد پھر points of order کرا لیں گے۔ نیازی صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، جناب چیئرمین! پہلے ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب کی چھوٹی چھوٹی items لے لیں اس کے بعد باجوڑ والی بات لے لیں۔ اس کے بعد points of order لے لیں گے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائم مقام چیئرمین، میں رخصت کی درخواستیں پڑھ لوں پھر اس کے بعد انہی چیزوں پر آجاتے ہیں with the consensus of the House.

جناب محمد طلحہ محمود صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 24 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ اپنی درخواست کو خود بھی منظور نہیں کر رہے ہیں،

وہ خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب مشاہد حسین سید نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 21 تا 27 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، ڈاکٹر جاوید لغاری صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 27 اور 28 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین، بابر غوری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں پہلے سے طے شدہ مصروفیات کے باعث آج مورخہ 27 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ چوہدری ظفر اقبال وڑائچ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں اس لیے مورخہ 27 اور 28 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب کامل علی آغا صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ 27 اور 28 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔ یہ تھیں .leave applications ڈاکٹر صاحب اب آپ guide کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! آپ point of order ضرور لیں لیکن یہ جو رانجھا صاحب کے items ہیں یہ ایک ایک منٹ کے ہیں۔ اگر وہ آپ مناسب سمجھیں اور اجازت دے دیں تو وہ پڑھ لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، رانجھا صاحب کے پانچ چھ items ہیں' اس میں انہوں نے reports lay کرنی ہیں ہاؤس میں۔ وہ ایک ہی رپورٹ ہے اور کارروائی مکمل کرنی ہے' procedural کارروائی ہے۔ ہم پھر اسی پر آئیں گے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب بڑا کام کا point of order ہے اگر آپ اجازت دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، چلیں ٹھیک ہے۔ نیازی صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ ان کا point of order اس وقت لے لیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ برصغیر ہند و پاک کی تاریخ کے ایک سو ساٹھ سالوں میں یہ پہلا اتفاق ہے کہ فیصل مسجد اسلام آباد میں نماز عصر کی اذان یہ کہہ کر بند کرائی گئی کہ آج عصر کی اذان ہوگی اور نہ جماعت

ہو گی کیونکہ بلیئر صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ خود بلیئر کے ملک میں اس طرح کی پابندی کبھی نہیں دیکھی گئی تھی۔ ارباب اقتدار اس کا جواب دیں کہ کیا یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی نہیں ہوئی یا انہوں نے اس زخم کو مزید کریدنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ میری یہ گزارش ہے اور میں آپ سے اس پر ruling کی درخواست کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میں پہلے حکومتی بنچز سے' ان کا موقف سن لوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! اگر ایسا ہوا ہے تو it is a valid point of order and objection. میں سمجھتا ہوں کہ it is the job of the Interior Minister. میں آج یقینی طور پر ان کو کہوں گا کہ وہ پورے facts and figures کے ساتھ کل وہ اس معزز ایوان کو آگاہ کریں کہ اگر ایسا کیا گیا ہے تو کیوں کیا گیا ہے اور اگر ہوا ہے تو برا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ Interior Minister کریں گے یا اس کا تعلق Religious Affairs سے ہے۔ ہاں ٹھیک ہے کیونکہ یہ CDA کے purview میں آتا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب! یہ area کیونکہ CDA کے under command ہے and it falls within the precincts of the CDA.

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ وضاحت ہو جائے گی کہ یہ رنجیت سنگھ کا زمانہ نہیں ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا مسلمان مملکت میں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ، میں مشکور ہوں جناب چیئرمین آپ کا اور وزیر صاحب کا بھی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اب آپ آگے بڑھیں کیونکہ ابھی بہت سے items ہیں۔ یہ ایک item ہے' رانجھا صاحب نے صرف motion move کرنی ہے اور report lay ہونی ہے۔ پھر آگے آتے ہیں آپ کی طرف۔ It is your House. اور آج تو ہے بھی آپ ہی کا ہاؤس۔ جی رانجھا صاحب please move the motion, item No.2.

Senator Dr. Khalid Ranjha: Sir, I, as Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs move that under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the

Committee on a Private Member's Bill to provide for the power of review by the Supreme Court of Pakistan [The Supreme Court of Pakistan (Power to Review) Bill, 2003], be condoned till today.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that under Rule 171(1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on a Private Member's Bill to provide for the power of review by the Supreme Court of Pakistan [The Supreme Court of Pakistan (Power to Review) Bill, 2003], be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Acting Chairman: Ranjha sahib move item No.3.

Senator Dr. Khalid Ranjha: Sir, I, as Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs be allowed to present the report of the Committee on a Private Member's Bill to provide for the power of review by the Supreme Court of Pakistan (The Supreme Court of Pakistan (Power to Review) Bill, 2003].

Mr. Acting Chairman: Report stands presented. Ranjha sahib move next item.

Senator Dr. Khalid Ranjha: Item No.4, sir. I, as Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs beg to move that under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on a Private Member's Bill further to amend the Specific Relief Act, 1877 [The Specific Relief (Amendment) Bill, 2003], be condoned till today.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that under Rule 171

(1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on a Private Member's Bill further to amend the Specific Relief Act, 1877 [The Specific Relief (Amendment) Bill, 2003], be condoned till today.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: Ranjha sahib move next item.

Senator Dr. Khalid Ranjha: Sir, I, as Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs be allowed to present report of the Committee on a Private Member's Bill further to amend the Specific Relief Act, 1877 [The Specific Relief (Amendment) Bill, 2003].

Mr. Acting Chairman: Report stands presented. Ranjha sahib move next item.

Senator Dr. Khalid Ranjha: Sir, I, as Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs beg to move that Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on a Private Member's Bill further to amend the Code of Civil Procedure [The Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 2003], be condoned till today.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on a Private Member's Bill further to amend the Code of Civil Procedure [The Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 2003], be condoned till today.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: Ranjha sahib move next item.

Senator Dr. Khalid Ranjha: Sir, I, as Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs beg to present report of the Committee on a Private Member's Bill further to amend the Code of Civil Procedure [The Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 2003].

Mr. Acting Chairman: Report stands presented. Next motion please.

Senator Dr. Khalid Ranjha: Sir, I, as Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs beg to move that under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on a Private Member's Bill further to amend the Code of Civil Procedure [The Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 2004], be condoned till today.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on a Private Member's Bill further to amend the Code of Civil Procedure [The Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 2004], be condoned till today.

(The motion was carried.)

Mr. Acting Chairman: Please move next item.

Senator Dr. Khalid Ranjha: No. 10, Sir, I, as Chairman, Standing Commitee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs beg to move that under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on a Private Member's Bill further to amend the Limitation Act, 1908 [The Limitation (Amendment) Bill, 2006], be condoned till today.

جناب قائم مقام چیئرمین، دس نمبر خطرناک ہوتا ہے نو پر آ جائیں۔ نو پڑھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، نو نمبر پڑھ لیا ہے۔ دوبارہ پڑھ لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ دس پر چلے گئے نو نمبر پر آ جائیں۔

Senator Dr. Khalid Ranjha: I, as Chairman Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs beg to present a report of the Committee on a Private Members' Bill further to amend the Code of Civil Procedure [The Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 2004.

Mr. Acting Chairman: The Report stands presented.

ابھی itme No.10 پر۔

Senator Dr. Khalid Ranjha: I, as Chairman Standing Committee on law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs beg to move that under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on Private Members' Bill further to amend the Limitation Act, 1908, [The Limitation (Amendment) Bill, 2006), be

condoned till today.

Mr. Acting Chairman: It has been moved that under Rule 171 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 , the delay in presentation of the Report of the Committee on a Private Members' Bill further to amend the the Limitation Act, 1908, [The Limitation (Amendment) Bill, 2006 be condoned till today.

(The motion was carried).

Mr. Acting Chairman: Item No.11 please.

Senator Dr. Khalid Ranjha: I, as a Chairman, Standing Committee on Law, Justice and Human Rights and Parliamentary Affairs beg to present a report of the committee on a Private Members' Bill further to amend the Limitation Act, 1908 [The limitation (Amendment) Bill, 2006].

Mr. Acting Chairman: Reports stand presented.

Senator Dr. Khalid Ranjha: Thank you sir.

Mr. Acting Chairman: No. We will not come to this first, we will go to the adjournment motion.

POINTS OF ORDER

RE: THE MISSING PERSONS

سینیٹر کامران مرتضٰی، ایک منٹ جناب' خوش قسمتی سے شیر پاؤ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شیر پاؤ تو آپ کی خدمت میں آج آخر تک ہیں۔ جب آپ تقریریں مکمل کریں گے---' آج کا دن انہوں نے آپ کے حوالے کیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی ، اس سے شروع کرتے ہیں لیکن مجھے ایک منٹ چاہیے جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین ، نیازی صاحب وہ جو ایک پہلے adjournment motion آ گیا ہے وہ بھی شیر پاؤ صاحب کے notice میں لے آئیں۔ یہ بھی motion سب شیر پاؤ صاحب سے تعلق رکھتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! میرا ایک منٹ کا مسئلہ ہے صرف۔

جناب قائم مقام چیئرمین، اچھا یہ ایک منٹ بھی آپ کو دے ہی دیتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی ، ایک منٹ کا مسئلہ اور یہ مسئلہ اس صوبے سے متعلق ہے جس صوبے میں آپ رہتے ہیں، جس صوبے میں، میں رہتا ہوں، جس صوبے میں یہ میرے بھائی رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، چلیں جی مرتضٰی صاحب بولیں جی۔

سینیٹر کامران مرتضٰی ، جناب ہو یہ رہا ہے کہ کچھ سالوں سے تواتر کے ساتھ یہ وفاقی ایجنسیاں اس صوبے سے لوگوں کو اٹھا لیتی ہیں اور جن لوگوں کو اٹھایا جاتا ہے ان کا تعلق ایک مخصوص زبان بولنے والوں سے ہے۔ یہ تین چار سال ہوگئے ہیں کہ جو نوجوان اٹھائے جاتے ہیں پھر بعد میں ان کا پتا نہیں چلتا۔ جب ہائی کورٹ میں petition file ہوتی ہے تو وفاقی ایجنسیوں سے جواب آتا ہے کہ ہمیں پتا نہیں ہے اور یہ ان کے پاس ہوتے ہیں، کسی کیمپ میں ہوتے ہیں۔ وہاں سیل بنے ہوئے ہیں۔ سال دو سال کے بعد ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور سال ڈیڑھ سال کے عرصے کے دوران ان کو بغیر عدالتی حکم کے ان کو detention میں رکھا جاتا ہے۔

جناب! صوبے میں بہت سی زبانیں بولنے والے لوگ رہتے ہیں مگر جتنے بھی لوگ اٹھائے جاتے ہیں وہ ایک مخصوص زبان بولنے والے لوگ اٹھائے جاتے ہیں اور یا تو یہ ہے کہ ہم اس وفاق کا حصہ نہیں ہیں یا وہ لوگ جو مخصوص زبان سے تعلق رکھتے ہیں وہ اس ملک کے عوام نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ ہوگیا۔ جب شیرپاؤ صاحب sum up کریں گے تو

اس میں ضرور کچھ فرما دیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب ایک منٹ ' جب ایجنسیوں کو نوٹس جاتا ہے ہائی کورٹ کی طرف سے تو جواب آتا ہے کہ ہمیں تو پتا نہیں ہے۔ آئی ایس آئی کا نوٹس جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہمیں پتا نہیں ہے اور بعد میں وہی produce کرتے ہیں اور کسی دن سال کے بعد ڈیڑھ سال کے بعد وہ road پر پائے جاتے ہیں۔ Sir یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے سینیٹر ثنا صاحب میرے ساتھ بیٹھتے تھے ان کے بھائی کو اٹھایا گیا چار پانچ چھ مہینے ہو گئے ہیں اس کا اتا پتا نہیں ہے۔ اس کے accounts freeze کیے گئے ہیں۔ Sir یہ کر کیا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ کر دیں گے بعد میں۔ میرے خیال میں شیر پاؤ صاحب سب چیزوں کا نوٹس لے رہے ہیں۔ جی بنگزئی صاحب۔ میں سب کو اکٹھا کرنا چاہتا ہوں پھر وہ اکٹھا ہی جواب دیں گے۔

RE:ALLOCATION OF FUNDS IN LOCAL GOVERNMENT SCHEMES

FOR MNAs & SENATORS FROM OPPOSITION

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین صاحب' گزارش یہ ہے کہ ہمیں انتہائی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ 2006 and 2007 کے لیے جو allocation ہوئی تھی سینیٹر اور ایم این ایز کے لیے تو Local Government نے باقاعدہ ان کو ہدایات دی ہیں کہ حزب اختلاف کے کسی بھی رکن کی سکیمیں لے رہے ہیں نہ ان کو کوئی پیسہ issue کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ اگر ہم بحیثیت پاکستان کے جس طرح حزب اقتدار والے ٹیکس دیتے ہیں' اسی طرح ہم بھی ٹیکس دیتے ہیں۔ یہ تو بنیادی طور پر وہ taxes ہوتے ہیں جو ہم عوام سے جمع کر کے کسی ایک کو دے دیتے ہیں وہ اپنے کام کی نشاندہی کرتا ہے۔ ہم بھی اسی طرح ------

جناب قائم مقام چیئرمین، بنگزئی صاحب! ہم بھی آپ کی کشتی میں سوار ہیں۔ Treasury Benches کو کوئی اطلاع نہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین ! آپ معلوم کرلیں ہمیں باقاعدہ مصدقہ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اپوزیشن لیڈروں کو ان کی سکیمیں دی جا رہی ہیں نہ ہی انہیں کوئی entertain کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بنگزئی صاحب ! ایسے کرتے ہیں ۔ ہم لوگ بھی affectees میں آتے ہیں۔ تھیم صاحب آتے ہیں تو ان سے پوچھ لیتے ہیں، وہ بھی ہم میں سے ہیں اور سینیٹر ہیں۔ ولی بادینی صاحب اور دیگر بھی، کسی کو نہیں ملا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، ان کو چوری چھپے ملتا ہے ۔ ہمیں تو انہوں نے بالکل علی الاعلان کہا ہے کہ ہمارے لیے کوئی نہیں ہیں۔ منظور نظر لوگوں کو دیتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ، جناب چیئرمین ! ہمیں کبھی ایک جگہ بھیجتے ہیں کبھی دوسری جگہ بھیجتے ہیں ۔ ہم لوگ تو پوچھ پوچھ کر تھک جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے ان کا بھی یہی حال ہے ۔ میری بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں ' ان سے بات ہو رہی تھی ان کے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، کھوسہ صاحب ! بلوچستان میں مجسٹریٹ کی کورٹ میں ایک کیس آیا تھا۔ تو کسی نے ادھر کورٹ میں کہا تھا کہ جی بہت مہنگائی ہے۔ اس لیے ہم بھی اپنی چیزیں مہنگی بیچ رہے ہیں۔ تو جج صاحب نے کہا اس وقت عدالت بھی سبزی مارکیٹ میں موجود تھی تو اس وقت Chair بھی اسی طریقے سے ہے ۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین ! جہاں تک کامران مرتضیٰ نے فرمایا بالکل بات بجا ہے ۔ بلکہ ہمارے ہاں کوئی سات آٹھ آدمیوں کو detain کیا ہوا ہے۔ عبدالنبی بنگزئی اور اب وہ چلنے پھرنے کے قابل بھی نہیں ہے ۔ انہوں نے مان بھی لیا ہے لیکن ابھی تک رہا نہیں کیا گیا ۔ -------

جناب قائم مقام چیئرمین، شیرپاؤ صاحب نوٹس لے رہے ہیں اور جب sum up کریں گے تو اس کا جواب دیں گے ۔ اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! یہ کامران صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے۔ بلوچستان میں ان لوگوں کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے جو صرف بلوچی بولتے ہیں اور ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت اٹھایا جاتا ہے اور ہمیں پتا نہیں چلتا۔ عدالتوں میں جا کر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پتا نہیں ہے۔ M.I. کے پاس ہے نہ آئی ایس آئی کے پاس ہے۔ کل یا پرسوں تربت، گوادر، خضدار بلکہ پورے بلوچستان میں باقاعدہ راتوں رات چھاپے مارے گئے اور لوگوں کو جن میں بڑے بڑے وکیل اور شریف لوگ تھے ان کی بے عزتی کی گئی ان کو اٹھا کر لے گئے ہیں جن کا ابھی تک پتا نہیں چل رہا۔ تربت کے عبدالحمید ایڈوکیٹ جو بار ایسوسی ایشن کا صدر بھی ہے کبا روٹ، میر گچکی، پنجگور کا نذیر، یعنی خضدار اور قلات میں جتنی جگہ انہوں نے چھاپے مارے ہیں۔ یہ جو لانگ مارچ کا اعلان کیا گیا تھا بی۔ این۔ پی، مینگل نے -----

جناب قائم مقام چیئرمین، لانگ مارچ تو ماؤزے تنگ نے کی تھی--

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! یہ ہمارا جمہوری حق ہے اور کوئی بھی پارٹی احتجاج کرنے کا حق رکھتی ہے۔ ان کے ساتھ اس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنا ---

----

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ بتائیں لانگ مارچ کیا ہے بلوچستان مارچ کریں --- بیٹھیں آپ کا point carried ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، ان کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ تعمیراتی schemes کے حوالے سے جو کہا گیا ہے۔ باقاعدہ ہم جب وہاں گئے تو ہمیں بتایا گیا کہ پی ایم سیکریٹریٹ سے کہا گیا ہے کہ خفیہ طور پر آپ مسلم لیگی ارکان کی تعمیراتی سکیمیں کریں اور ہمارے لیے کوئی written بھی ہے۔ اگر وہ نہیں دیتے ہیں تو ہمیں نہیں چاہییں لیکن written لکھ کر دے دیں۔ یہ کیا مذاق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کوئی جواب نہیں ہے اور نہ ہی written ہے۔ ہم پچاس لاکھ کے لیے بھیک نہیں مانگتے ہیں۔ اگر نہیں دیتے ہیں تو عوام کے سامنے جائیں گے اور کہیں گے کہ نہیں دیا۔ میں نے ڈاکٹر وقار مسعود سے بات کی، میں نے لوکل سیکرٹری سے بات کی، میں نے آپ کے وزیر سے بات کی لیکن ان سب نے کہا کہ ہم بے بس ہیں۔ ہمیں

صرف زبانی بتایا گیا کہ اپوزیشن والوں کو ستائیں یہ ہمارے قدموں میں پڑیں - ہم قدموں میں پڑتے نہیں ہیں۔ پچاس لاکھ کے لیے' یہ ہمارا عوامی حق ہے - اگر نہیں دیں گے تو نہ دیں -

جناب قائم مقام چیئرمین ، ٹھیک ہے .point has been carried - عبدالمالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک ، چیئرمین صاحب ! چونکہ میں ایک دو sessions میں غیر حاضر رہا ہوں لہٰذا میرے دو تین points of order ہیں ------

جناب قائم مقام چیئرمین، ایک point of order کریں اور مختصر۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک ، سب سے پہلے تو میں جو کامران مرتضیٰ صاحب نے کہا دس دن پہلے' ہمارے ایک انتہائی قابل احترام استاد ہیں شاہ محمد مری صاحب pathology کے Head of the Department ہیں اور انہوں نے بلوچی میں اس چیز پر کوئی دس بارہ کتابیں لکھی ہیں۔ ان کے بھائی صاحب جو کہ PHE میں XEN ہیں ان کے بیٹے------

جناب قائم مقام چیئرمین، میرا خیال ہے ان کا حمید نام ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک ، جی ہاں ان کا حمید نام ہے' اس کو اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں ان کو جو لوگ لے گئے ہیں یہ ان کا تسلسل ہے۔ اس وقت وہاں پر BNP Mengal کے ڈیڑھ سو لڑکے بند ہیں' ان لوگوں نے کہا ہے ہم long march کریں گے۔ بلوچستان میں BNP Mengal کے جتنے political workers تھے' ان کو جیلوں میں ڈال دیا ہے' ان سے ملاقات پر پابندی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ لوگ اس ملک کو کہاں لے جا رہے ہیں' کیا ہم بلوچستان والے یہ بھی حق نہیں رکھتے ہیں آپ ہمیں ماریں اور ہم جلسہ جلوس نہ کریں۔ وہاں district میں اس وقت دو' دو سو تین' تین سو لڑکوں کے warrants ہیں' ہم لوگ اتنے لوگوں کو bail out کرانے میں تھک گئے ہیں۔ آخر یہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اور گزارش کرتا چلوں کہ 16 نومبر کو جنرل مشرف صاحب نے میرانی ڈیم کا افتتاح کیا اور لوگوں کو یہ قصہ سنایا کہ ہم یہ کام تربت کے agriculture کو فروغ دینے کے لیے کر رہے ہیں۔ Recently اس کا افتتاح ہوا ہے اور ساڑھے چار ارب کا PC-1 منظور ہوا ہے کہ میرانی ڈیم کے پانی کو ہم گوادر لے

جائیں گے اور وہاں جو colonisation ہو رہی ہے' اس کو تقویت دی جائے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بار بار جھوٹ بولا جا رہا ہے اور یہ کیوں بولا جا رہا ہے' اگر میرانی ڈیم کا project اور گوادر کی انڈسٹری کو وہاں کے آباد کاروں کے لیے بنایا جا رہا ہے تو وہاں آپ کیوں لوگوں کو چار سال سے دھوکا دے رہے ہیں کہ ہم اس کو agriculture کے لیے بنا رہے ہیں۔ اس سے بڑا اور کیا جھوٹ ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ۔ عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔ بس جی اب final کرتے ہیں' میں نے آگے بڑھنا ہے کیونکہ آپ ہی کا وقت جا رہا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! ہونا یہ چاہیے تھا کہ پہلے 12 items ہوتے ہیں جو motions ہیں اس پر بحث ہوتی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بالکل جی you are absolutely right تھوڑا نیازی صاحب نے good will دکھایا کہ ابھی carry کر لیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں کے جو points of order ہیں ان کو endorse کرتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

RE: LOADSHEDDING OF ELECTRICITY IN BALOCHISTAN.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! ایک اہم مسئلہ ہمارے صوبے میں بجلی کا ہے۔ یہ جو گرمیوں کا موسم تھا اس دوران ہمارے صوبے میں مکمل طور پر loadshedding ہوتی تھی اور چونکہ ہمارا زرعی صوبہ ہے تو اس وجہ سے وہاں پر loadshedding سے صرف عام زندگی پر اثر نہیں پڑتا بلکہ تمام economic activity زندگی پر اثر پڑتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، صحیح بات ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، اس کے بارے میں گورنمنٹ نے ایک نقطہ نظر پیش کیا ہے کہ خضدار سے دادو تک ایک بڑی لائن 132 KV کی بچھائی جائے گی اور اسی طرح

ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ژوب تک بچھائی جائے گی۔ اب جناب والا! سردیاں ہیں' کچھ ایسے حالات ہیں کہ عوام پر بجلی کے حوالے سے بوجھ نہیں ہے۔ ان حالات میں یہ جو lines بچھائی جانی ہیں جن کا کہ وعدہ بھی کیا گیا ہے اور اس کے لیے انہوں نے بجٹ میں کہا تھا کہ allocation بھی ہوئی ہے' اس کو اگر emergency basis پر کیا جائے' چونکہ اب جب گرمیاں آئیں گی تو ہمارا صوبہ پانی کے ہر حوالے سے collapse ہو گا۔ مہربانی جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی حمید اللہ جان آفریدی صاحب۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کی توجہ last session کے ایک point of order کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ Minister for Parliamentary Affairs نے اس ہاؤس کو assurance دی تھی۔ اُس وقت point of order اٹھا تھا کہ جو board ہوا ہے 20 to 21 اس میں پہلے بھی بتایا گیا تھا کہ اس میں سندھ' بلوچستان' فرنٹیئر' فاٹا اور فاٹا سارے ignored رہے ہیں۔ لہٰذا اس میں شروع سے یہی plea تھا کہ اس کو دیکھا جائے اور اس میں ایک ہی province کے چھ سات officers آ رہے تھے باقی totally رہ گئے تھے۔ Assurance یہ تھی کہ we will make sure کہ 75 threshold ہے تو 75 ہی رکھا جائے لیکن بدقسمتی سے وہ 75 کا threshold نہ آیا بلکہ وہ 80 ہی رہا۔ اس میں جو غلط بات ہے وہ یہ ہے کہ اس 80 کے علاوہ اس میں 80 سے نیچے blood count والے' کم marks والے--------

جناب قائم مقام چیئرمین، Quantum جن کا کم تھا۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جی وہی' وہ بھی consider ہوئے ہیں اور وہ promote ہوئے ہیں۔ جناب! یہ مسئلے آئے دن آتے رہے ہیں گے' لوگ courts میں جائیں گے' یہ senior cadre کی پوسٹیں ہیں' میری request ہے کہ آپ اس کو committee کو refer کریں تاکہ ادھر بیٹھ کر دیکھا جائے کہ کس criterion کے تحت یہ promotions ہوئی ہیں اور اس کو review کیا جائے۔ لہٰذا' اس کو sub-committee کو refer کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نیازی صاحب ...supported your motion

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ابھی دو تین points of order اٹھائے گئے ہیں، they are related to most of the Ministries, کہیں میرانی dam کی بات ہو گئی ہے، کہیں electricity کی بات ہو گئی ہے، کہیں law and order کی بات ہو گئی ہے، کہیں promotions کی بات ہو رہی ہے تو it relates to most of the Ministries. آپ اگر محسوس نہ کریں اور House محسوس نہ کرے تو میں ایک گزارش کروں کہ آج پہلی دفعہ I would like to point out that point of order rule 216 ہے۔ جناب قائم مقام چیئرمین صاحب! جناب آپ نکالیں۔ اس میں ایک خاص قسم کی methodology دی ہوئی ہے، اس کی ایک spirit ہے، اس کا ایک concept ہے کہ House کے اندر اگر کوئی چیز ہو۔ اس Rules of Procedure کا صفحہ 89 ہے اور rule 216 ہے۔ Points of order اس کا sub-rule (1) ہے۔

A point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such Articles as regulate the business of the Senate and shall raise a question which is within the congnizance of the Chairman.

اب اس میں یہ ہے کہ اگر rules follow نہ ہو رہے ہوں اور کوئی business on going ہو اور violation ہو رہی ہو، یہاں article لفظ ہے، یہ Article 54, 55 اور those related with the business of the House ہوں۔ Quorum ہے، اس کی summoning ہے، prorogation ہے اور اس طریقہ کار سے article purview میں Chairman کے وہ آتے ہیں جس میں power vest ہو جاتی ہے۔

اب دوسرا ہے کہ

a point of order may be raised in relation to the business before the Senate at the moment

جب کوئی کام یا business on the Orders of the Day اور on going item ہے، اس حوالے سے آپ کر سکتے ہیں، آگے ایک proviso ہے۔ Provided that the Chairman

ہو تو یہ ختم may permit a member to raise a point of order during the interval

ہو جائے تو اس کے بعد

at the end you may raise that point, between the termination of one item of business and the commencement of another, if it relates to maintenance of order

جہاں rule ہی less ہو جائے اور صورت حال خراب ہو جائے---

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، نہیں، نہیں وہ صحیح کہہ رہے ہیں' rules کے حوالے سے صحیح کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! مجھے بات کہنے دیجیے کہ یہاں صورت حال بڑی different ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ نیازی صاحب کو دیکھیں کہ آپ چار چار کھڑے ہو جاتے ہیں' نیازی صاحب اکیلے آپ کو face کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! مجھے کہنے دیجیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ہاں' بولنے دیں انہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میری ایک گزارش ہے' آپ بیٹھیں تشریف رکھیں - ہاں اگر آپ کے پاس arguments ہیں تو وہ لائیں...if a point of order

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب۔ رانجھا صاحب! please, I have given the floor to رانجھا صاحب' رانجھا صاحب کچھ اظہار کرتے ہیں' قانونی نکتہ بتاتے ہیں۔ You are right, please be seated رانجھا صاحب۔ رانجھا صاحب! please آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، اب صورت حال خراب ہو گئی نا۔ جناب والا! جب بھی

کوئی بات ہوتی ہے، کبھی میرانی dam کے اوپر---

جناب قائم مقام چیئرمین، جی، جی رانجھا صاحب کو floor دے رہا ہوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، یا تو Rules of Procedure کو abrogate کر دیں اور یہاں House بغیر rule کے چلایا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Please دیکھیں، میں تو as a goodwill gesture سارے House کو ساتھ لے کر چلنا چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، جی رانجھا صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میری submission یہ ہے، the abuse of rules is an offence, it is a criminal offence.

جناب قائم مقام چیئرمین، Thank you جی رانجھا صاحب! آپ وضاحت کریں، please.

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، جناب! میں بڑے ادب سے یہ کہوں گا کہ ہم میں سے کچھ لوگ بڑے senior parliamentarians ہیں، کچھ ہمارے جیسے نئے نئے آئے ہیں۔ ہم جب سے آئے ہیں، یہ rule ہمیں پڑھ کر سنایا جا رہا ہے، کبھی بھنڈر صاحب اور کبھی نیازی صاحب سنا دیتے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، میں جو بات کرنا چاہ رہا ہوں، let me complete it please یا تو اس rule کو refer کرنا چھوڑ دیں، یا پھر اس پر عمل کریں۔ شروع دن سے اس rule کو it has been more honoured in misuse than in use. اگر ایسی position ہے تو اس کا حوالہ نہ دیا جائے۔ It is embarrassment to the Chair and embarrassment to the members also. اسی بنا پر ہم کہہ رہے تھے کہ ہمیں zero hour لانا چاہیے تاکہ zero hour میں ہم ہر قسم کی بات کر سکیں ورنہ تو ہم جب بھی بات کرتے ہیں

تو 216 کی violation ہوتی ہے۔ میری بڑے ادب سے گزارش ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ zero hour والا idea بہت interesting ہے اور آپ کی روایت کو follow کرتے ہوئے بلوچستان میں اس پر عمل ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! rules جو revise ہو رہے ہیں

we have put it and the committee is on it. When all the rules will be framed and put here, zero hour as been added for this very reason.

تا کہ abuse of rules نہ ہو' ایک خاص hour مقرر ہو' جہاں پر آپ کو point of order لکھ کر دے دیں اور وہ اٹھائیں۔ جب تک وہ نہیں ہوتا یہ abuse of rules ہے۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

جی please تشریف رکھیں - Madam Rukhsana Sahiba! ajournmnent motion پڑھیں۔ جی

Madam, I give the floor to you.

ADJOURNMENT MOTION

RE: REDUCTION IN OIL PRICES

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: I beg leave to move an adjournment motion to discuss government's denial to reduce the oil price which has caused great concern.

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ مجھے اس پر آ جانے دیں۔ وہ oppose کر رہے ہیں' آپ دلائل دیں کہ اس کو کیوں take up کیا جائے۔ میڈم admissibility پر آ جائیں۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: جناب چیئرمین! اس House میں oil pricing پر کئی دفعہ adjournment motions discuss ہوئی ہیں۔ دو دفعہ 2004 اور 2005 میں

and those were referred to the Committee and Committee deliberated on it in detail. Our Sub Committee was made which went into details and found

exorbitant over charge.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہ Rule 75 ہے اس کے مطابق آپ qualify کریں

otherwise it is a subjudice matter, it is with the Supreme Court and under trial. Itcannot be allowed here to be discussed on the floor of the House.

جناب قائم مقام چیئرمین، میڈم آپ admissibility پر آ جائیں کہ why should it be admitted?

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، ٹھیک ہے آرام سے، ٹھنڈے مزاج سے، موسم بھی ٹھنڈا ہے، مزاج بھی ٹھنڈا رکھیں۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، Oil prices پر گورنمنٹ اور Ministry of Petroleum کا یہ موقف رہا ہے کہ یہ international prices سے linked ہیں اور اب جب کہ پچھلے ایک سال کے دوران international prices 27% کم ہو چکی ہیں اور اس کو کسی نہ کسی وجہ سے بغیر کسی argument کے بغیر کسی reason کے، آپ کو یاد ہوگا کہ پندرہ، پندرہ دن کے بعد قیمتیں بڑھ جاتی تھیں اور جب کہ ایک سال پہلے جو قیمت 75 dollar per barrel تھی اب 57 dollar per barrel ہے اور آج بھی لوگوں کو وہی payment کرنی پڑ رہی ہے اور جناب اس کی اہمیت admissibility کے لحاظ سے آپ دیکھیں کہ ابھی پچھلے دنوں جب Gas prices کے متعلق سوال کیا گیا تھا تو منسٹر صاحب نے کہا کیونکہ یہ oil prices سے linked ہیں تو جناب oil prices ایک basic commodity ہے

which impacts anything and everything. Let it be transport, let it be Railway, air fare; food vegetable, look how the prices have increased. So, I think this is very important that House discusses it and also since this House had already adopted the previous reports this has to be taken by that and ensure that implementation and to start with and now the latest

argument...

جو آیا ہے ' وہ یہ ہے کہ جناب ہم storage بڑھانا چاہتے ہیں - The people have paid
already for, extra payment has been made to the tune of hundreds of
billion rupees. NAB کی report ابھی تک نہیں آئی ہے - NAB کی report پر ابھی تک
کوئی action نہیں ہوا ' جس پر انہوں نے کوئی اڑھائی سو بلین کا over charge بتایا تھا - So
sir, this is a terrible thing یہ جو لوگوں کا right to have a better living وہ سب ختم
کیا جا رہا ہے sir cartelization by over charging and over charging ہوا ہے -
Companies نے مل کر refineries نے مل کر they kept on اور جب یہ چیزیں بالکل
evident ہو گئیں سامنے آ گئیں proof آ گیا ' black and white انہوں نے accept کیا
کہ ہاں وہ over charge کر رہے ہیں- ہماری یہاں پر recommendations تھیں کہ OGRA
کو transfer کیا جائے - OGRA کو transfer ہوا - لیکن OGRA کو بھی انہوں نے
independently کام نہیں کرنے دیا - I have minutes of meeting جس میں OGRA
کو dictate کیا جا رہا ہے اور oil companies ' وہی OGRA oil companies کو dictate
کر رہی ہیں - تو جناب

this is a very very important issue, crucial for the life and well being of the people of Pakistan and the worst human violation. Thank you sir.

جناب قائم مقام چیئرمین، جی دوسری mover ہیں سعدیہ عباسی صاحبہ-

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، میں co-mover ہوں-

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، اس میں آپ کا نام تو نہیں ہے-

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، ہے بالکل-

جناب قائم مقام چیئرمین، اگلا joint motion ہے-

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، اگلا بھی ہے- یہ بھی ہے-

جناب قائم مقام چیئرمین ، چلیں پروفیسر خورشید صاحب ! آپ بھی اپنا دیں
contention کہ why should it be admitted.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: صحیح ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! ایسا نہیں ہے۔

Mr. Acting Chairman: He is also one of the movers.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میری گزارش سنیں جی - انہوں نے پیش کر دیا۔ اس پر انہوں نے arguments دیئے۔

Whether it is admissible or not? If that is admitted then it is OK, he should also contribute, it should be clubbed. Otherwise if that is not admitted and is rejected, it stands rejected automatically.

جناب قائم مقام چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب! پہلے motion میں we will ask سعدیہ عباسی صاحبہ she is also one of the movers.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب قائم مقام چیئرمین! ان کے بارے میں' میں نے phone کیا تھا۔ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ جو انہوں نے کہا ہے اس کے بدلے میں' میں اپنی بات تو کہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں co-mover ہوں اور میں admissibility پر argue کر رہا ہوں۔ آپ نے جو کہنا ہے وہ بعد میں کہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: بعد میں نہیں' پہلے کہوں گا تاکہ وہ dead ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے۔ نیازی صاحب آپ تشریف رکھیں دو منٹ۔ پروفیسر خورشید صاحب آپ admissibility پر بولیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: تو پھر اس کا جواب کون دے گا؛ میں تو نہیں دوں گا پروفیسر صاحب کا۔ اگر irregularities of rules happen, I am not going to follow irregular rules.

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل (وزیر مملکت برائے پٹرولیم و قدرتی وسائل): بلیدی صاحب نے کہا کہ OGRA fix کرتی ہے۔ OGRA Cabinet Division کے اندر آتا ہے' Ministry of Petroleum کا نہیں ہے۔ OGRA Cabinet کا ہے جس کی وجہ سے وہ دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: It is a very interesting fact. ابھی آپ convince کریں House کو کہ admissible ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں کوشش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! ایک بات میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ ڈاکٹر صاحب ہمارے بڑے محترم ساتھی ہیں لیکن ہر معاملے میں ان کو اس طریقے سے مداخلت کا حق دینا' یہ Chair کے لیے مناسب نہیں ہے اور پھر وہ Chair کو address کر کے کہتے ہیں کہ اگر آپ یہ کریں گے تو میں نہیں بولوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے ساتھ صحیح رویہ نہیں ہے۔ میں بڑے ادب سے صرف admissibility پر argue کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: Admissibility پر جناب چیئرمین! سب سے پہلی شرط یہ ہے it shall raise an issue of urgent public importance اب پٹرول کی قیمتوں کا مسئلہ ایک urgent public importance کا مسئلہ ہے۔ یہ اس ملک کے تقریباً ہر شہری کو متاثر کرتا ہے ٹرانسپورٹ کے ذریعے' یہ متاثر کرتا ہے۔ Cost of production کو بجلی کے ذریعے بھی' پوری industry کے لیے' agriculture کے لیے' اس سے زیادہ importance کا مسئلہ اور کون سا ہو سکتا ہے۔ ہم نے اس کو اس لیے اٹھایا ہے۔ نمبر ۲، It shall relate substantially to one definite issue یہ one definite issue ہے۔ یعنی oil کی prices اور prices کا مسئلہ وہ یہ ہے کہ کہا گیا ہے کہ بین الاقوامی prices سے' ملک میں prices related ہیں۔ جب بڑھی ہیں تو ہم نے بڑھا دی ہیں۔ اب جب وہاں پر 18 % prices کم ہوئیں' تو سوال یہ ہے کہ کم کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ بالکل ایک definite issue ہے اور ایک specificrecent occurrence ہے۔ ساتھ میں یہ عرض کر دوں جناب والا! کہ چونکہ relevant point یہی ہے کہ it shall be restricted to a matter of recent occurrence of which a notice has been given of at the earliest of the incident ہم نے بلاشبہ اس سے پہلے مسئلہ اٹھایا ہے اور admit کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں یہ ہے کہ یہ مسئلہ admit کیے جانے کے لائق ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ دوبارہ ہم کیوں اٹھا رہے ہیں۔ دوبارہ اٹھانے کی recent occurence دو چیزیں ہیں کہ ایک international prices

کے پیچھے جانا اور دوسرا خود Oil and Gas Regulating Authority کا یہ کہنا کہ دس سے چودہ فیصد قیمت کو کم کیا جائے۔ لیکن اس کے باوجود حکومت نے کم نہیں کیا بلکہ دینے سے انکار کیا ہے۔ تو یہ recent occurrence کا مسئلہ ہے اور جو پرانی بات نہیں لا رہے ہیں بلکہ دونوں new developments کی بنیاد پر ہم لانے پر مجبور ہوئے۔ کہا جا رہا ہے کہ it shall not revive discussion on a matter بالکل صحیح بات ہے لیکن چار مہینے سے پہلے discussion ہوا تھا۔ چار مہینے کے دوران نہیں ہوا۔ اس لیے ہمارا حق ہے کہ ہم لے کر آئیں۔

It shall not anticipate a matter for the consideration of which a date has previously been appointed ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔ ہاؤس کے اندر اور نہ کسی اور جگہ میں ۔ اس چیز کو آپ دیکھ لیجیے۔ رہا مسئلہ اس بات کا کہ یہ judiciary کے تحت ہے تو اس کے لیے provisions یہاں موجود ہیں کہ اگر کوئی کیس judiciary میں ہو لیکن public importance کا ہو تو اس کے باوجود بھی چیئرمین اور ہاؤس کو اختیار ہے۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: You are referring to rule No.....

Senator Prof . Khurshid Ahmed: Rules provided that Chairman may, in his discretion, allow such matter being raised in the Senate which is concerned with the procedure of subject or state of inquiry and if he is satisfied that it is not likely to prejudice the consideration of the matter by such court or authority;or

ہمارے nobody is going to prejudice اس لیے یہ بھی اسے دیا تھا کہ A سے لیکر M تک جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب اس کے اوپر لاگو ہوتی ہیں۔ میں نے ایک لفظ بھی غلط نہیں کہا ہے۔ میں نے rules کے بارے میں submissions دے دی ہیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی۔

ڈاکٹر شیر افگن نیازی خان ، جناب والا! Rule 74 کا نوٹس لیں لو but on going proceeding of the House be کہ ہے یہ مطلب کا adjournment motion

suspended and that the matter is so important, it should be taken up at once and Rule 74 یہ کہتا ہے جب House sittings سے دو گھنٹے پہلے آپ آئیں اور اس

کا نوٹس دیں تو

that is to be taken up on the very day. He takes, it gives us an impression that it is so urgent, on the very day, early in the morning, you come on and urge before the sitting of the House either the National Assembly or the Senate, you can ask and move an adjournment motion and it should be taken up on the very day due to its urgency. That Rule 74 is very clear about its urgency how many days have passed after giving this notice to this august House. How many? It means it is not urgent at all, afterward the House has done nothing for so many days and it has not come up in this House. It has not been brought to this House. That urgency has been lost and cannot be advocated.

Secondly, a very important thing is, it shall be restricted to a very pertinent, particular word has been used to a matter of recent occurrence

اب یہاں پر بات یہ ہے کہ

these up and down rates of the petroleum and its product have been going on for the years. Is it a matter of a day or two? No. It has been happening for the last two years. The price rise in the petroleum and its products will go on. It was 38 dollars per barrel when this House came into being, now it went on to 78, from that time it is going up and coming down. Now it is 58. This is not a thing that has happened all at once. It is not a matter of recent occurrence, it has been happening for the last four years that when this Government took over, it was 28 dollars per barrel

now it went to 78 dollars per barrel. Now it has come back, it means it is a continuous process, it has not happened at once; therefore as per this rule, rejects its urgency it has not happened at once, the words used restricted to a matter of recent occurrence. What is recent occurrence? May be within hours. Within a day or two.

Four years have been passed and the thing is going on, sometime it will become lower and sometime it goes high and the thing is going on, the Government has been subsided. Again I will ask and request the Chair that there is a Rule 75 (i), "it shall not relate to a matter, pending before any court". When the Supreme Court, the apex court, is dealing with this issue and its prices, case is before the Supreme Court of Pakistan it is subjudice, it cannot be discussed on the floor of the House and matter is going to be decided by the Supreme Court. I will duly, with due respect and deference to the members and to the Chair ask that it may please be rejected all at once, it does not qualify to be admitted and discussed on the floor of the House.

Mr. Acting Chairman: Senator Saadia Abbasi Sahiba. I think, you should be satisfied with the asnwer of the honourable Minister.

Senator Saadia Abbasi: Thank you, Mr. Chairman. Mr. Chairman, I think the honourable Minister is negating his own arguments by saying that the oil prices are going up or going down and they are changing and fluctuating all the time. Just taking his argument that goes to show how important this matter is? I donot think that Government

should oppose this adjournment motion. In fact they should refer it to the standing committee because it is a very very important issue which is affecting the lives of people and people must understand that how our petroleum prices are fixed in this country and how do they reflect the international trend. So, I cannot really understand that something which is of such vital importance and this House should not discuss it or debate it and it should not be referred to a standing committee. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much. I think, Mr. Latif Khosa Sahib, please give your final remarks.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Mr. Chairman sir, it is really a shocking state of affairs that the Supreme Court has to take everything on the *suo motu* side. It reflects of complete and the total failure on the part of the Government to address the public issues. These are public isssues for which we are here as parliamentarians. It is not the job of the Supreme Court to take up *suo motu* cases. *Suo motu* matters are only taken up when the Parliament fails or abdicates its duties to perform. So therefore, we should not avoid our part of the duty and the government should also likewise not avoid its own part, Why should we burden the Supreme Court? Supreme Court has many other appeals which are pending since decades sir. So therefore, I do not think that the mere fact that the Supreme Court takes over things on the *suo motu* side, we should abdicate our authority and lay our hands off or the Governmen

stands completely absolved. Sir, this is neither the genesis, nor the spirit, nor the law, nor the constitutional mandate. We are here to protect the rights of the people of Pakistan and it is we, who have to determine and debate all these issues.

Sir, this oil is not just merely relatable to automobile. This affects the life of every Pakistani, every affair of life is affected by the increase in the price of oil and there was time when the oil prices went by 4 paisas and the Government of Ayub Khan was shaken like anything and the people were on the roads flooding there. Now that the people are so much burdened and saddled with so much of liabilities they cannot even withstand and they are committing suicides. Sir, this is high time that we should resolve our issues ourselves and I do not think that it behoves the Minister to oppose this motion. I think, the movers are right. Let this be sent to the Committee, let it be threadbare debated and discussed, what are the consequences? Why is the price spiral so high and why are we getting burdened under the cost of living cost. Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین : نیازی صاحب! final remarks دے دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! یہ بڑی اہمیت کی بات ہے

to take cognizance of a thing by *suo motu* by the apex court that shows the interest in imparting real justice to the people of Pakistan and the Supreme Court of Pakistan and the lower judiciary are independently functioning in the interest of the people of Pakistan which was complained prior to it, the Supreme Court is callous to.

Secondly, I will request that it has been done through a certain petitioner. Finally, I will say if you go through your Constitution's Article 63 (1) (g), he is a very learned lawyer and he is a known jurist. He should read it. The Article 63 (1) (g)

جناب والا! اگر یہ پڑھنا چاہیں

to pass remarks, to prejudice the judiciary or ridicule the judiciary amounts to the disqualification of a member. What he is saying. He should read into it. That is the proper way. Therefore, it has been moved by a certain petitioner. No *suo motu* action has been started by the Supreme Court of Pakistan. Therefore, it is a subjudice matter and cannot be discussed on the floor of the Senate.

Mr. Acting Chairman: Thank you. Under Rule 75, I, over rule the adjournment motion and it will not be taken up. Let us carry on the debate with Bajor and Dargai. Prof. Khurshid Ahmed.

خورشید صاحب کا point بڑا interesting ہے۔ نیازی صاحب! آپ اس کا بھی نوٹس لیں۔ یہ نوٹس لینا پڑے گا۔ ہم سب مسلمان ہیں اور رتنا بی بی بھی اہل ذمہ ہیں' ہمارے ملک میں۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا اور for once میں کم از کم ڈاکٹر شیر افگن صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ point of order کا technical اصول ہے' اس پر ہم یہ باتیں نہیں کر رہے ہیں لیکن ایوان کی اجازت سے اور چیئرمین کی صدارت میں حکومت اور اپوزیشن دونوں کی common understanding سے ہم اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب zero hour کے بارے میں decision ہو جائے تاکہ ہم اس پر بحث کر سکیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ آج ہی کے اخبار "نوائے وقت" میں اس اہم خبر کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ہمارے محسن اور پاکستان کا قیمتی اثاثہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کی صحت کے بارے میں کل سرکاری بیان آیا تھا جو آپ جاری کرتے ہیں کہ وہ بالکل ٹھیک ہیں اور کوئی مسئلہ نہیں لیکن آج ان کی family کی طرف سے جو وضاحت آئی ہے اور میں نے خود بھی اس کو personally assess کیا ہے ان کی فیملی سے وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر قدیر کے خاندانی ذرائع نے ٹیلیفون کے ذریعے اطلاع دی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ ان کی ایک ٹانگ پر بدستور سوجن ہے ۔ ان کے دانت میں شدید تکلیف ہے جس کے لیے ڈاکٹر تین دن سے صرف pain killers دے رہے ہیں۔ ذرائع نے یہ بھی بتایا ہے کہ مثانے کے operation کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو بار بار پیشاب کی شکایت لاحق ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ قرآن پاک کی تلاوت تک بھی، جو وہ کرنا چاہ رہے ہیں، نہیں کر پا رہے ۔ اس پریشانی کی وجہ سے وہ شدید تکلیف میں ہیں اور یہ کہنا کہ سب اچھا ہے، حکومت کا موقف درست نہیں ۔

ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ میں بے حد ممنون ہوں privileges committee کا کہ میرے privilege motion کو غالباً پہلا موقع ہے کہ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ ہاں ! it was a violation of privilege. یہ genuine مسئلہ ہے اور یہ recommendation تھی کہ مجھے موقع دیا جائے کہ میں ان سے ملوں تاکہ حقائق معلوم ہوسکیں۔ لیکن اس ایوان میں آنے کے بعد بھی اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے ۔ حالات تقاضا کرتے ہیں کہ ہم لازمی ان سے ملیں ، صحیح حالات معلوم کریں اور ان کے خلاف جو ایک یکطرفہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے، ان کی صحت کے بارے میں بھی اور اس سے پہلے ان کے کام کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ ایران نے انکار کر دیا ہے کہ جو کچھ ان کے بارے میں کہا جا رہا ہے وہ سب غلط ہے لیکن ہم ہیں کہ یہ باتیں پھیلا رہے ہیں ۔ ہم نے اپنے خلاف خود مقدمہ دائر کیا ہے، اس سے بڑا ظلم اس ملک میں کیا ہو گا۔

میں کہتا ہوں کہ آج ہمیں عبدالقدیر خان کی ہمیشہ سے زیادہ ضرورت ہے اس لیے کہ آج جو Indo- American Nuclear deal ہوئی ہے اس کے نتیجے کے طور پر پوری equation بدل گئی ہے۔ ہمیں اس معاملے میں، اپنی nuclear doctrine and nuclear

strategy کو renew کرنے کی ضرورت ہے اور ہمیں ان جیسے سائنسدانوں کی شدید ضرورت ہے جو فی الحقیقت صحیح طور پر motivated ہوں' qualified ہوں اور پاکستان کو آنے والے حالات کے لیے تیار کر سکیں ۔ Dynamic and strategic deterrence درکار ہے۔ اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور میں آپ کی طرف سے چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کی حفاظت کرے' ان کو صحت دے لیکن ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم ان کو approach بھی کریں' ان کو اعتماد دلائیں اور ان کے بارے میں جو یکطرفہ غلط باتیں کہی جا رہی ہیں' یہ سلسلہ بند ہو اور مجھے اور سینیٹ کے دوسرے اراکین کو انہیں ملنے کا موقع دیا جائے' میں نے یہ بات کہی تھی' میں چاہتا ہوں کہ Leader of the House, Leader of the Opposition across the aisle ہم لوگ جائیں' جا کر ان سے ملیں ۔ اس کے لیے میں چاہتا ہوں جناب والا! کہ آپ اپنا اثر استعمال کریں اور جلد اس کام کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی نیازی صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : ڈاکٹر قدیر صاحب کی صحت کے حوالے سے گورنمنٹ بھی اسی طریقے سے پریشان تھی اور انہوں نے maximum medical facilities دیں اور بہتر سے بہتر علاج کروایا تاکہ وہ شفایاب ہو جائیں۔ جہاں تک میری معلومات ہیں اور حکومت نے جو صورت حال کی وضاحت کی ہے تو اس میں ان کی صحت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ جو operation prostate کا ہوا تھا it has healed up اور no bleeding, nothing ان کے پیشاب میں اب کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اگر کہیں اور ٹانگ میں سوزش ہوگئی ہے یا دانت میں درد ہے تو یہ کہنا کہ صرف pain killers are being administered. How the person has known that only the pain killer is being administered, why not the antibiotic.

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ family کی طرف سے statement ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : سنیں جی یہ fabrication ہے۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اب اس سے ہٹ کر پروفیسر صاحب نے ایک اور پوائنٹ اٹھا دیا ہے کہ ان کی ضرورت اب پہلے سے بہت زیادہ ہے چونکہ امریکہ نے انڈیا سے ایک نیوکلیئر civilian side کا

نیا معاہدہ کیا ہے۔ یہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایک تو ایران کا حوالہ انہوں نے دیا ہے کہ

we want to open the chapter again that we have been given this technical know how for which we have really enacted a big law that we have prohibited in Pakistan to export any thing which is concerned with the nuclear equipment or to prepare a nuclear bomb.

اب یہ زیادہ اس پر بوجھ دینا چاہتے ہیں کہ اب ان کی زیادہ ضرورت ہوگئی ہے۔ کیونکہ ہم نے کچھ اور چیز بنائی ہے۔ I think it is unjust to say on the floor of a big House کہ یہ ضرورت ہے۔ کیا ضرورت ہے ایسی باتیں کرنے کی۔

This is just a thing, a thing of national interest, it must be kept in secret rather than it should be exposed on the floor of the House

کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اور بم بنانے ہیں' کوئی اور چیزیں کرنی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے and it is not good to be said on the floor of the House. یہ adjournment motion بنتی ہے اور نہ ہی یہ question of privilege. ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، انہوں نے point of order کہا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں بنتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بیٹھیں نیازی صاحب۔ میں سارے ہاؤس کو ذرا اعتماد میں لے لوں کہ شیر پاؤ صاحب specially آج آئے ہیں انہوں نے کہا کہ آج wind up کرنے کی مجھے اجازت دیں کیونکہ time limited ہے۔

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ (وزیر برائے داخلہ)، I want to go to Gilgit tomorrow لیکن موسم خراب ہوگیا تو I will be here.

جناب قائم مقام چیئرمین، That is good news. جی سومرو صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، میں آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں لیکن اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ ہم نے requisition کیا ہے ہمیں بولنے دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مجھے یہ گزارش کرنی تھی۔ یہ بھی ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین، ولی بادینی! صاحب آپ بیٹھیں۔ کلثوم بی بی! ولی بادینی کو بٹھائیں۔ سومرو صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، جناب چیئرمین! گزارش یہ تھی کہ دو چار مہینے پہلے ہوائی جہازوں میں کام کرنے والے جتنے داڑھی والے افراد تھے ان کو بلایا گیا اور ان سے کہا گیا کہ آپ اپنی داڑھیاں صاف کروائیں ورنہ cabin crew میں کام نہیں کر سکتے۔ 21 نومبر کو ابھی گزشتہ ہفتے------

جناب قائم مقام چیئرمین، یہ پی آئی اے میں؟

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، جی۔ جہازوں میں جتنا بھی cabin crew میں داڑھی والا سٹاف تھا ان کو ہٹا دیا گیا ہے، پائلٹ کے سوا۔ شاید پائلٹوں کی کچھ کمی ہوگی اس لیے ان کے ساتھ خصوصی رعایت کی گئی ہے۔ باقی جتنا بھی cabin crew میں داڑھی والا سٹاف تھا ان سب کو ہٹا دیا گیا ہے۔ اس مہینے کی اکیس تاریخ سے ان کو تین مہینے کی جبری چھٹی پر بھیجا گیا ہے۔ ان سے کہا گیا ہے کہ تین مہینے کے اندر اپنی داڑھیاں صاف کروائیں ورنہ آپ کی نوکری ختم کر دی جائے گی۔ کیا یہ پاکستان اس لیے قائم کیا گیا تھا۔ شعائر اسلام کے ساتھ یہ مذاق کیوں کیا جا رہا ہے۔ میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ کا پوائنٹ کیا ہے؟ یہ میں نیازی صاحب سے پوچھتا ہوں، داڑھی صاف کروانے کا، آپ بھی صفائی کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میرا ایک سوال ہے کہ پائلٹ ہی جہاز کو چلاتا ہے اور حکومت اس کی داڑھی پر حملہ آور نہیں ہوئی۔ جیسے امریکہ میں ہوا کہ twin tower پر دو air craft

آئے اور جس طریقے سے ہوا۔ داڑھی اگر problem ہے تو پھر داڑھی والے پائلٹ کو اجازت کیسے دی گئی۔ خطرہ تو اس سے ہے، خطرہ crew سے نہیں ہے۔ Crew کیا کر سکتا ہے۔ پائلٹ نے ہی کرنا ہے جو کچھ کرنا ہے، جہاز ٹکرائے، اڑائے، گرائے، اس کی داڑھی پر اثر نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں۔ نیازی صاحب! اس چیز کا ضرور نوٹس لیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! کیا صرف داڑھی والے سے خطرہ ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: عجیب مذاق ہے۔ یہ کوئی طریقہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈیفنس کے وزیر کو بلا کر بات کرتے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ دیکھیں Armed Forces میں بھی ایک حد تک ریش کی اجازت ہے اور خط بنوانے کا حکم ہے۔ میں خود فوج سے آیا ہوں۔ میڈم پری گل صاحبہ۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، وہ کل حال احوال لیں گے پھر بات کرتے ہیں۔ راؤ سکندر صاحب clean shave ہیں، ان کو بلوا لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: کل House کو بتایا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم پری گل کو تو بولنے دیں۔ ایک خاتون ہماری treasury benches سے ہیں ان کو تو بولنے دیں۔ راجہ امین صاحب! کل Defence Minister کو کہیں کہ آ کر clear کر دیں۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ پہلے میں یہ کہوں گی کہ جس طرح میرے دوست colleague Senator نے کہا کہ داڑھی والوں کو اجازت نہیں ہے۔ بہت غلط بات ہے۔ یہ تو ٹھیک نہیں کہ داڑھی والے کو آپ کہیں کا نہ چھوڑیں۔ مگر یہ ہے کہ ہم ایک بات کرتے ہیں اور پھر شور کر دیتے ہیں۔ آپ شور نہ کریں، جو بات آپ کرتے ہیں اس پر

صحیح عمل ہو۔ آپ لوگ شور کرتے ہیں تو وہ بات وہیں پر ختم ہوجاتی ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے درخواست کروں گی کہ یہ ایک بہت seriousمعاملہ ہے۔ یہ مسلمانوں کا پاکستان ہے۔ یہاں پر کوئی داڑھی رکھے، اس کی مرضی، داڑھی نہ رکھے اس کی مرضی۔ یہ پابندی تو نہیں ہونی چاہیئے کہ اگر آپ نے داڑھی رکھی تو جہاز میں پائلٹ نہیں بنو گے۔ جہاز نہیں چلائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکر ہے داڑھی والے مسافر اٹھا لیتے ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل ، غلط ہے جناب چیئرمین! آپ اس بات پر action لیں۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ مذاق ہو گا اور بدنامی بھی ہو گی۔ اس کو آپ serious لیں۔

Mr. Acting Chairman: I am very perturbed

کیونکہ میں نے بھی تھوڑے دنوں کے بعد بارش ہو جانا ہے پھر ہماری بھی شامت آ جانے گی۔ ڈیفنس منسٹر کو کہیں کہ کل آ کر ہمیں explain کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں، آپ action لیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! آپ نے کہا ہے لیکن ایک بات تو صاف ظاہر ہوگئی ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو ، ڈیفنس منسٹر کو بلائیں، نیازی صاحب کو پتا نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، ان کو کیا پتا ہے۔ یہ کوئی ثبوت لے آئیں۔ جب داڑھی والے پائلٹ کو اجازت ہے۔

Mr. Acting Chairman: That is something else.

لیکن Defence Minister کو چاہیئے کہ اس کو آ کر clear کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، یہ سنی سنائی باتیں کرتے ہیں۔

Mr. Acting Chairman: I think it has been debated enough.

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! میں بول رہی ہوں میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، ابھی تو ہم نے درگئی اور باجوڑ پر بحث کرنی ہے۔ That is serious business. اور شیر پاؤ صاحب ہماری ان تقاریر کے لئے آئے ہوئے ہیں، بیٹھے ہیں، انہوں نے جواب دینا ہے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب چیئرمین! باجوڑ سے پہلے میری آپ سے request ہے کہ اس matter کو refer کروائیں۔

Mr. Acting Chairman: That matter is referred to the committee

کیونکہ خود ان کا بھی interest ہے کہ زیادتی کسی کے ساتھ نہ ہو۔ To the Privileges andAssurance Committee specially regarding officers.

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی میڈیم! آپ حکم کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، دیکھیں سارے بول رہے ہیں، میں کیا بولوں۔ کوئی طریقہ تو نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، آپ بولیں۔ Please آپ بولیں، میں کسی کو بولنے نہیں دوں گا۔ بس میں اور آپ ہی بول رہے ہیں اور کوئی نہیں بول رہا۔

سینیٹر آغا پری گل، یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے نا، غلط طریقہ ہے۔ تین تین سال ہمارا کوئی کام نہیں ہو رہا۔ بولتے رہتے ہیں۔ ایک کام نہیں ہو رہا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ نمبر ایک وہ جو میں نے pointبتایا ہے اس پر غور کیا جائے۔ نمبر دو بالکل مندوخیل صاحب نے صحیح کہا کہ جو واپڈا کے new connections دے رہے ہیں اور جو انہوں نے subsidies new connectionوالوں کے لیے بند کی ہے یہ غلط ہے، بالکل غلط ہے۔ بلوچستان ایک غریب صوبہ ہے۔ اگر آپ لوگ اس طرح ہاؤس میں شور شرابا کریں گے تو یہ point اسی طرح گزرتے جائیں گے اور وہاں پر ہمارے لوگ بھوکے مریں گے۔ اس پر آپ توجہ دیں۔ یہ ختم نہ ہو کیونکہ اگر یہ ختم ہوگیا تو بلوچستان میں جتنی بھوک اور غربی اب ہے یہ اور زیادہ ہو جائے گی۔

تیسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ Local Government میں ہماری جتنی اسکیمیں ہیں ان پر کوئی کام ہی نہیں ہو رہا ہے۔تین سال ہو گئے ہیں PC-I بنتے بنتے بوڑھے ہو گئے ہیں۔ کتنی غلط بات ہے کہ جو Local Government کا Minister ہے وہ آج پھر غائب ہے۔ اگر ان سے کوئی بات کریں تو وہ پھر کہتا ہے جس طرح میرے ایک بھائی نے کہا کہ Government والے آپ--- آپ یقین کریں President Sahib نے آج تک --- ' میں نے Ministry چلائی ہے' ایم پی اے رہی ہوں۔ آج تک President Sahib نے کبھی یہ نہیں کہا ہے کہ مسلم لیگ والوں کا کام کریں اور دوسروں کا کام نہ کریں جو مسلم لیگ میں نہیں ہیں۔ یہ غلط ہے' بالکل غلط ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو پھر فنڈ جاری نہ ہوتے۔ آپ کو بھی یاد ہے آپ بھی ایم پی اے تھے میں بھی ایم پی اے تھی۔ ایک زمانہ تھا کہ ہمیں فنڈ تو کیا ہمیں وہاں پر بیٹھنے کے لیے بھی نہیں چھوڑتے تھے حالانکہ ہم ایم پی اے تھے۔ تین چار سال میں ہمارا کوئی کام نہیں ہوا مگر یہ President Musharraf نے آج تک ایسا کام نہیں کیا۔ آپ کو جس طرح فنڈ جاری ہو رہے ہیں اسی طرح ہمیں بھی ہو رہے ہیں مگر یہ کہ درمیان میں اگر کچھ لوگ نالائق ہیں' کچھ لوگ غلط کام کر رہے ہیں یا کام نہیں کر رہے ہیں تو اس میں President of Pakistan کی کوئی بات نہیں ہے۔انہوں نے کبھی نہیں کہا حالانکہ آپ کو یاد ہو گا کہ ہماری meeting میں President Sahib نے کیا کہا کہ میرے لیے سو کے سو سینیٹرز برابر ہیں' چاہے وہ اپوزیشن کے ہوں چاہے حکومت کے ہوں۔ اس لیے جو ہماری سکیمیں وغیرہ ہیں جناب چیئرمین صاحب! آپ ان پر توجہ دیں۔ آپ کاپی اور پنسل چھوڑ دیں اور میری بات سنیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، میں آپ کی چیزیں نوٹ کر رہا ہوں۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں' نہیں آپ میری بات سنیں۔ آپ یہ یقین کریں کہ چار سال میں ہماری جتنی سکیمیں تھیں وہیں کی وہیں پڑی ہوئی ہیں۔ اتنے PC-I بنے' اتنے کاغذات ضائع ہوئے ہیں مگر کام کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے۔ یہ تین چار میرے points ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جو ہمیں پانچ بندوں کا حج کوٹا دیا ہے' اس کو آپ براہ مہربانی اعجاز الحق کو کہیں کہ ہم پورے ایک حلقے کے نمائندے ہیں۔ پانچ پانچ بندے میاں' بیوی بچے یہ ہم کس کو دیں

گے؛ کم سے کم ہمیں بیس کا کوٹا تو دیں نا تاکہ ہم اپنے حلقے کے لوگوں کو تو بھجوا سکیں۔ ایم این اے کو تو اتنے زیادہ دیے ہیں اور سینیٹر کو پانچ۔ کسی کو سو کوٹا کسی کو پچاس اور ہمارے سینیٹروں کو سب کو پانچ پانچ۔ اب پانچ ایک گھر میں اگر آپ دیں میاں بیوی بیٹی بیٹا پورے حلقے میں ہم پانچ کہاں دیں؟ اس لیے میں request کرتی ہوں کہ یہ ذرا--- کیونکہ ابھی کچھ دن رہتے ہیں۔ اگر ہمارے سینیٹروں کو دس دس اور دے دیں تاکہ ہم اپنے حلقوں کے لوگوں کو دے سکیں۔ یہ آپ کا کام ہے۔ Thank you جناب چیئرمین صاحب۔

جناب قائم مقام چیئرمین، سینیٹر رتنا چاولہ صاحبہ بات کرنا چاہتی ہیں پہلی دفعہ۔

سینیٹر رتنا بگوان داس چاولہ، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میرا جو question ہے وہ Water and Power کی ministry سے related ہے۔ یہ سکھر میں ہمارا تاریخی مندر سادھو بیلا ہے اس کی بجلی ایک ہفتے سے کاٹ دی گئی ہے۔ جس کا newspapers میں بھی آ رہا ہے please یہ تھوڑا دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی۔ یہ ہم HESCO والوں سے بات کرتے ہیں، ناظم سے بات کرتے ہیں کہ you should take interest. جی ولی بادینی صاحب۔ آپ نے بہت دیر انتظار کیا۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، میں بجلی کی subsidy کے بارے میں عرض کروں گا۔ میں آپ کو clear بتاؤں کہ صدر پاکستان نے کوئٹہ میں سب کے سامنے خود اعلان کیا کہ subsidy جاری رکھو۔ سوائے آپ کے علاقوں کے باقی سارا بلوچستان ٹیوب ویلوں پر چل رہا ہے۔ اب انہوں نے نیا آرڈر نکالا ہے۔ چیف سیکریٹری نے خود مجھے بتایا ہے کہ جتنی پرانی سبسڈی ہے وہ تو چلے لیکن جو نیا کنکشن مانگتا ہے اس کو نہیں دیں گے۔ HESCO Chief نے بھی یہی کہا۔ ہم نے پوچھا کہ یہ کس نے order کیا ہے؟ تو چیف سیکریٹری صاحب نے کہا کہ اوپر سے آیا ہے۔ اب یہ پتا نہیں کہ اوپر سے کس نے آرڈر کیا ہے۔ مہربانی کرکے اس کا آپ نوٹس لیں۔ اس کے بارے میں لوگ بڑے پریشان ہیں۔ ٹیوب ویل لگائے ہیں لیکن کنکشن نہیں ہیں۔ چھ، چھ مہینے ہوگئے ہیں، آ جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے چیف منسٹر سے اپنے لئے

لکھوایا کہ پرانے ریٹ پر کنکشن دیا جائے لیکن انہوں نے نہیں کیا اور کہا کہ ہمیں آرڈر نہیں ہے ایک تجویز ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ضرور کریں گے، بات کرتے ہیں۔ جی تجویز دیں، کیا ہے؟

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: نیازی صاحب کے لئے ایک تجویز ہے کہ وہ ہمیں یہاں آنے سے پہلے رولز پڑھا دیا کریں۔ بار بار ادھر حالات خراب نہ کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! صرف دو منٹ میں۔ یہ جناب! اللہ والی بات ہے جو foot print کیا گیا ہے -----

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ نیازی صاحب کے حوالے کرتے ہیں، یہ کاغذ دے دیں۔ اس کو ہاؤس کی پراپرٹی بنایا جاتا ہے۔ راجہ امین صاحب لے لیں۔ اس پر کل نوٹس لے لیں گے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: یہ میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ جناب والا! امریکی کمپنی ہینگ ٹن نے پاؤں کی تصویر پر کلمہ طیبہ اور لفظ "اللہ" print کیا ہے۔ بیالیس ممالک کے پرچم اس پر چھاپے جا رہے ہیں جس میں سعودی عرب کا پرچم ہے اس پر کلمہ طیبہ لکھا ہے، ایران کا پرچم جس پر لفظ "اللہ" لکھا ہے اور پاکستان کا سبز ہلالی پرچم، یہ اس پر چھاپے جا رہے ہیں۔ یہ ہمارے ایمان اور ضمیر کو للکارا جا رہا ہے اور میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ اس کا سختی سے نوٹس لیں اور اس پر احتجاج کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ لیڈر آف دی ہاؤس کو دکھائیں۔ جی رحمت کاکڑ صاحب۔ مہربانی کرکے یہ نوٹ کرلیں کہ دس، دس منٹ ہر مقرر کے لیے ہیں۔ اس کی سختی سے پابندی کرنی ہوگی ورنہ آپ کی تقریر ادھوری ہی رہے گی۔

DEBATE ON LAW AND ORDER IN BAJOUR

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی)

جنابِ چیئرمین! وطن عزیز کا ایک بدقسمت corner باجوڑ ہے ۔ مہمند ایجنسی میں واقع ہے ۔ سوویت یونین بھی اپنے مزاج کی درستگی کے لئے کبھی کبھار یہاں "ذز ذز" کرتا رہتا تھا ۔ انتہائی معذرت کے ساتھ جو میرے قوم پرست دوست یہاں تشریف فرما ہیں ' رضا محمد خان صاحب سے تو میں نے پیشگی معذرت کرلی ہے ۔

جناب عالی ! نہ وہاں سوویت یونین کو انسانیت نظر آئی ' نہ مسلمان نظر آئے نہ پشتون نظر آئے اور نہ پاکستان کی territorial integrity کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ۔ یہ میں سوویت یونین کی بات کرتا ہوں ۔ جب حالات نے اپنا دھارا بدلا تو ان حضرات نے سورج مکھی کی طرح اپنا قبلہ بڑے بھائی کی طرف موڑلیا۔ چونکہ وہاں سے foreign aid کا سیلاب اس طرف آ رہا تھا ' اس کا رخ اب اس طرف ہوا ۔ اللہ کی رحمت یہاں شروع ہوئی ۔ تو ظاہر ہے اس کے ساتھ انہوں نے بھی اپنے پینترے بدلنے شروع کئے ۔

جناب والا ! یہ بڑا subject ہے لیکن اس کو ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب کے شکریئے اور جسٹس ریٹائرڈ وجیہہ الدین' سپریم کورٹ کے انٹرویوز کی روشنی میں اس طرح دیکھوں گا کہ یہ extra judicial killings تھیں ۔ پتا نہیں رانجھا صاحب نے یہ انٹرویو دیا ہے یا نہیں لیکن عینی گواہ موجود ہے ۔

جناب والا! اس ایریا میں ۲۹ جنوری ۲۰۰۶ء کو ڈومہ ڈولا کے مقام پر امریکن جہاز آتے ہیں ۔ وطن عزیز کی territorial integrity کو پاش پاش کیا جاتا ہے۔ ہمارے تمام radars ' atom bomb ہماری تمام informative agencies ' ہمارے وہ تمام جوان جو کہ duty پر تھے انہوں نے چپ سادھ لی۔ bombardment ہوئی' بچے' خواتین اور بوڑھے' حکومتی version یہ تھا کہ 12 شہید ہوئے' مقامی لوگ کہتے ہیں 18 سے 25 شہید ہوئے' none of them was a foreigner and even Afghan Rafugee. اس پر بڑے بھائی کے Ambassador Royan C. Crocker کے ساتھ احتجاج بھی کیا گیا کہ جی اتنا ظلم تو نہ کرو' کم از کم ہمیں ذبح کرنا ہے تو ذرا بتا کر آیا کرو۔ پھر یہ understanding develop ہوئی کہ آئندہ جب ہم آپ کو ذبح کرنے آئیں گے تو ان کی زبان میں exchange of information ایک اصطلاح استعمال کی جاتی ہے کہ پھر ذرا ایک دوسرے کے کان میں کہہ دیا کریں گے کہ اب ہم آرہے ہیں تو ذرا

محتاط رہو۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ باجوڑ وہ agency ہے جس میں ہر گھر سے ایک بندہ وطنِ عزیز کے دفاع اور سالمیت کے لئے پاک فوج میں کام کرتا ہے۔ چاہے وہ اورکزئی صاحب، جنرل صاحب کی شکل میں ہے یا ایک عام سپاہی جو عموماً پختونوں کے نام "خستہ خان" کے نام سے ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کو معاف نہیں کیا جاتا۔ یہ رپورٹ New York Times کرتا ہے۔

جناب عالی! اس کے بعد درمیان میں مختلف حالات و واقعات ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بتاؤں کہ ان خونی واقعات کا تسلسل 25 جون 2002ء سے شروع ہوتا ہے جس میں ہمارے دس جوان وزیرستان میں شہید کیے جاتے ہیں۔ 14 دسمبر 2002ء کو صدر محترم پر پنڈی میں ایک field attempt کیا جاتا ہے۔25 دسمبر 2002ء کو پھر صدر پر ایک کار بم attack کیا جاتا ہے جس میں 15 بندے شہید ہوتے ہیں۔ 16 مارچ 2004ء کو ایک ambush میں 18 security personnel شہید ہوئے ہیں جو کہ وزیرستان میں ہوتا ہے۔ 22 مارچ کو South Waziristan میں 19 سپاہی شہید ہوتے ہیں۔ 10 جون 2004ء کو 11 سپاہی ایک convoy میں شہید ہوتے ہیں جس میں کہ موجودہ Chief of Army Staff تشریف لے جا رہے تھے۔ 30 ستمبر 2005ء کو South Waziristan میں پھر 11 جوان شہید کیے جاتے ہیں اور جو آخری افسوس ناک واقعہ 8 نومبر کو درگئی میں ہوتا ہے اس میں حکومتی version یہ ہے کہ اس میں 42 جوان شہید ہوتے ہیں جو کہ training centre میں تھے، لیکن مصدقہ اطلاع جو کہ عام طور پر discuss ہوئی وہ یہ ہے کہ 70 جوان شہید ہوئے اور 150 زخمی ہوئے۔

کسی کو کوئی رحم نہ آیا، کس چیز کے یہ تھے، یہ کس چیز کا reaction تھا، کون ظالم یہ کر گیا۔ پرانی ریت چلی آ رہی ہے کہ جب سے روشنیوں کے شہر کراچی کو تاخت و تاراج کیا گیا کہ ایک سفید سوزوکی اور دو نامعلوم موٹر سائیکل سوار، یہاں بھی یہ ہے کہ ایک گاڑی سے ایک جوان اُترا وہ چادر اوڑھے ہوئے تھا، جس کو ہمارے کوئٹہ والے پٹو کہتے ہیں، اس خانہ خراب کے پاس پٹو میں کیا تھا اور all of a sudden اس نے اس ہیجان میں خونی منظر پیش کیا۔

جناب عالی! اس کے بعد 30 اکتوبر 5 بجے کے قریب باجوڑ ایجنسی کے مدرسہ پر

attackہوا۔ عام دینی مدارس میں ہوتا ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے ان کو اٹھایا جاتا ہے اور ان کو پی ٹی کرائی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، نماز سے پہلے؛ پہلے نماز ہوتی ہے پھر پی ٹی ہوتی ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، اُس وقت' اب اندھیرے نہیں رہے۔ اس کے بعد ان سے تلاوت کرائی جاتی ہے' پھر نماز پڑھائی جاتی ہے اور 11 بجے ان کا lunch break ہے اور قیلولہ کا وقت 2 بجے تک چلتا ہے۔ اس کی ویڈیو کس نے بنائی؟ کس کو دکھائی گئی؟ کیا facts and figures تھے؟ یہ تو وہی لوگ جانتے ہیں۔ میں اس ثبوت پر آتا ہوں کہ جن پر یہ rely کر رہے تھے کہ ہمیں یہ دکھائی گئی' آج اس کی Dawn تردید کر رہا ہے کہ یہ آپ نہیں تھے' یہ تو ہم تھے۔ جناب عالی! اگر تھوڑی دیر کے لیے یہ فرض کیا جائے کہ یہ 80 بچے جو شہید کیے گئے ہیں اور ان میں سے تین زخمی ہوئے ہیں'

none of them was even Afghan refugee nor belonged to any district, one from Sawabi, one was from the near town of Deer and Swat and 80 of them belonged the Bajur Agency.

ان کے جنازے مقامی لوگوں نے دیکھے' دفن کیے' پڑھائے' ایک ایک گھر کا پتا' اس کی ولدیت' اس کا کاروبار' اس کی زندگی' اس کی معاش کا پتا ہے۔ اگر اس مفروضے پر بھی عمل کیا جائے کہ یہ 80 کے 80 دہشت گرد تھے تو کیا ہماری سوا پانچ لاکھ فوج اس قدر بے بس تھی کہ ان 80 لوگوں کو گھیرے میں نہیں لیا جا سکتا تھا' کیا ان کو arrest نہیں کیا جا سکتا تھا' کیا ان کو e کے کٹہرے میں نہیں لایا جا سکتا تھا' ضرور لایا جا سکتا تھا۔ اس کے لیے تو ہمارے SSG کے جو کافی تھے۔ جناب! جب killing ہوئی ہے' ایک چاقو' ایک ریوالور کی گولی' ایک کلاشنکوف جوکہ tribal areas میں گھر گھر میں ہوتا ہے' self protection کے لیے یا دشمنی کی خاطر' باجوڑ تو پھر ہمارا defence line front ہے۔

جناب عالی! اس پر طرہ امتیاز یہ ہے کہ جب بمباری کی جاتی ہے تو اس دن حکومت اور tribal Chief یا جو concerned بندے تھے' ان کے درمیان ایک agreement sign ہونے

والا تھا کہ آپ ہم پر ہاتھ اٹھائیں گے، نہ ہم آپ پر ہاتھ اٹھائیں گے، نہ یہاں سے افغانستان میں کوئی مداخلت ہو گی، that agreement was near to be signed لیکن نہ ہوا۔ اس کو کس نے sabotage کیا اور اس پر کس نے آنسو بہائے۔ جناب عالی! پھر جب وہاں پر journalists جاتے یا بعض political parties کے حضرات وہاں تشریف لے جاتے ہیں تو ان کے داخلے پر پابندی لگائی جاتی ہے۔ کیا یہ اس بات کا بین ثبوت نہیں ہے کہ دال میں کچھ کالا تھا، ان کو کیوں نہیں جانے دیا گیا، وہ بھی چلے جاتے، وہ اپنے بھائیوں کے جسم کے ٹکڑوں کے منظر کو اپنے آنکھوں سے دیکھ آتے لیکن ان کو نہیں جانے دیا گیا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، کاکڑ صاحب! ایک منٹ رہ گیا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب عالی! آپ حکم کریں گے، میں اسی وقت بات ادھوری چھوڑ کر بیٹھ جاؤں گا ورنہ آخری یہ گزارش کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی، جی فرمائیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، وہاں total دو دھماکے سنے گئے ہیں، مقامی لوگ کہتے ہیں کہ اس کے دس منٹ بعد ہمارے local helicopters وہاں یہ سانحہ دیکھنے آئے۔ میں نہیں کہتا کہ ہمارے نوجوانوں نے ایسا کیا ہے، مجھے قطعی یقین نہیں ہے، یہ وہ فوجی ہیں جب پاکستان قومی اتحاد بنا تھا، جب اس کو order دیا گیا تھا کہ ان مظاہروں پر آپ گولی چلائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نہیں چلاتے، یہ ہمارے اپنے لوگ ہیں۔ اس پر مجھے یقین ہے کہ انہوں نے گولی نہیں چلائی لیکن ہماری حکومت کہتی ہے کہ یہ 80 لوگ ہم نے ذبح کیے۔ اس لیے کہ لوگوں میں America کے خلاف کچھ غم و غصہ ہے۔ آج کا "DAWN" میرے ہاتھ میں اس کے آخری page پر United Kingdom کے newspapers لکھتے ہیں UK paper says, attack carried out by Americans اور وہ تمام شواہد اس کے اندر بیان کرتے ہیں کیونکہ House کا وقت بڑا قیمتی ہے، میں ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کچھ مجبوریاں تو تھیں لیکن اتنی بھی کیا مجبوری تھی کہ اپنے لوگوں کو ذبح کرایا گیا۔ جناب عالی! اس ملک کی سالمیت کے نام پر آپ کے بجا طور پر اس ruling کی توقع کی جا سکتی ہے کہ آپ حکومت سے

کہیں کہ وہ اپنے تین بندے nominate کرے، تین بندے Opposition side سے nominate کرے، ایک دو بندے armed services سے، ایک بندہ بے شک intelligence سے set up سے جائیں اور موقع پر حالات اور واقعات سے مشاہدہ کریں۔ ہمارے لوگوں نے بغیر ثبوت کے ان کو ذبح کیا ہے تو جو قانون، آئین اور انصاف کہتا ہے، اس پر عمل کیا جائے اور اگر ہمارے ساتھ غیروں نے یہ سلوک کیا ہے تو پھر بھی اس کے لیے ہماری concerned ministry ہے، ہماری leadership بیٹھی ہے، جو اس وقت سرکار دولتمدار ہے، وہ اس کا نوٹس لے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، صاحبزادہ خالد جان صاحب، مولانا سمیع الحق صاحب بھی نہیں ہیں۔ اسحاق ڈار صاحب! come to your chair please.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب چیئرمین! شکریہ۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ایک point of order چونکہ Interior Minister صاحب بیٹھے ہیں، ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں آپ کے پیار میں صحافی برادری نے walk out نہیں کیا، یہ آج اجلاس شروع ہونے سے پہلے بڑی resistant تھی۔ آپ نے خبر پڑھی ہوگی کہ ایک بڑے سینئر صحافی خوشنود علی خان کے گھر پر ڈاکا پڑا ہے، وہ "صحافت" کے چیف ایڈیٹر اور TV One کے anchor person بھی ہیں۔ میں اس تفصیل میں نہیں پڑتا لیکن ایسا ہے کہ وہ سب کچھ لوٹ کر لے گئے۔

جناب! یہ بڑی افسوس ناک سی situation بن رہی ہے، آپ کو پتا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے "اوصاف" کے sub editor ڈاکٹروں کی غفلت سے reportedly died اور پھر دو ہفتے پہلے PPI کے Bureau Chief کا murder ہوا، اس کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ ہم نے ان کو request کی کہ will bring to the notice of the Chair and the Interior Minister.

جناب قائم مقام چیئرمین، میرا خیال ہے he is always ready to help. He is already on it. آپ اپنی تقریر کریں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

جناب، قائم مقام چیئرمین ، صحافی ہو یا کوئی شہری سب we are all part of society. They are all responsible. جو لوگ responsible ہیں، جوابدہ بھی ہیں، صرف ہمیں ہی نہیں، سب نے اللہ تعالیٰ کو بھی جواب دینا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار ، بے شک۔ جناب چیئرمین! یہ جو topic ہے، ہم نے جس پر اجلاس requisition کیا اور جس پر اب بحث شروع ہو چکی ہے۔ میں وقت کی قلت کی وجہ سے اس تفصیل میں نہیں جاتا لیکن میرا خیال ہے کہ یہ record پر ہے میرے ساتھیوں نے تفصیل سے بیان کیا کہ جو چالیس بچے قرآن حفظ کر رہے تھے ان کو شہید کیا گیا اور جو مدرسے کی location بتائی گئی کہ main آبادی سے 10 kilometer کے فاصلے پر ہے۔ یہ جو version گورنمنٹ نے لیا، میں آپ کی اور اس House کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ وہ ایک سال سے under monitoring تھے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ جب ہم نے حملہ کیا، وہاں میزائل پھینکا اس وقت training ہو رہی تھی۔ جناب! مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ law and order کس چیز کا نام ہے اور یہاں بڑے بڑے experts بیٹھے ہیں، extra judicial killing کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ یعنی اگر یہ extra judicial killing نہیں ہے تو پھر کس کو کہتے ہیں؟

جناب چیئرمین! آپ اس House کا record اٹھائیں، جب North Waziristan پر بحث ہو رہی تھی تو Opposition نے بار بار نشاندہی کی کہ اگر معاملہ حل نہ ہوا تو پھر یہ FATA میں پھیلے گا اور وہی بات ہوئی اور ہم نے دیکھا کہ باجوڑ میں چالیس معصوم بچوں کو جس بے دردی سے شہید کیا گیا وہ افسوس ناک ہے۔ اگر وہ training میں ملوث، تھے تو حکومت نے ایک سال تک، آنکھیں کیوں بند رکھیں؟ کیا وہ چالیس لوگ اتنے بے قابو تھے کہ ان پر control نہیں کیا جا سکتا تھا؟ جناب! یہ بڑی افسوس ناک situation ہو رہی ہے کہ ایک طرف ہم law and order کی بات کرتے ہیں، دوسری طرف ہم کہتے ہیں کہ یہاں پر قانون کی بالادستی ہونی چاہیئے اور ہوتا کیا ہے کہ حکومت خود ہی confess کرتی ہے کہ ہم ان کو ایک سال سے monitor کر رہے تھے، وہ وہاں training میں ملوث تھے۔ معصوم بچے کون سی training میں ملوث تھے، جب منسٹر صاحب wind up کریں گے تو ہمیں پتا چلے گا لیکن جیسا کہ ساتھیوں نے

اس کی تفصیل بیان کی، جو وہاں گئے، اسفندیار اور دوسرے لوگ گئے تو جناب! یہ ایک version جو میرے ساتھیوں نے Opposition کی طرف سے دیا، میرے خیال میں اس کی زیادہ possibility لگتی ہے کہ یہ جو attack تھا، یہ حکومت نے نہیں کیا بلکہ کچھ دوسرے ملک کے لوگوں نے کیا اور جب وہ معصوم بچے شہید ہوئے تو اس کو اپنی--- کیونکہ یہاں آپ کو لوگوں نے جو وہاں ہو کر آئے eye witnesses دیں کہ جناب! پندرہ بیس منٹ سے آدھے گھنٹے کے بعد حکومت کے ہیلی کاپٹر وہاں آئے اور اس کے بعد وہ disappear ہوئے اور یہ image دیا گیا کہ ہم نے یہ حملہ کیا ہے۔ جناب! یہ بڑا serious معاملہ ہے۔ کیونکہ ہمیں اس کو، اتنا آسانی سے نہیں ٹالنا چاہیے، I wish کہ پچھلے سال جو بات ہوئی تھی، اس وقت اگر اس پر حکومت غور کرتی اور pre-emptive measure لیتی ۔ جناب تاریخ سے ہم نے سبق نہیں سیکھا۔ ہم نے اپنا آدھا ملک گنوا دیا اور یہاں اس ایوان میں record اٹھا کر دیکھیں، ایک دفعہ نہیں ، کئی دفعہ، بات جناب آپ کو link کرنی پڑے گی۔ یہ ہر حکومت اور اپوزیشن کا فرض ہے ۔ اپنے ملک کی protection کے لیے، دفاع کے لیے ، اس کی حفاظت کے لیے، عوام کی حفاظت کے لیے ، اپنی boundaries کی حفاظت کے لیے جو ایک strategy اختیار کر سکتے ہیں، سوچ بچار ہمیں کرنی چاہیے اور ہم نے دیکھا کہ اس پر بحث ہوتی ہے اور اس سے کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ۔ کسی کو پرواہ نہیں ہے ۔ یہاں یہ باتیں ہو چکی ہیں ۔ شمالی وزیرستان کے حوالے سے ہو چکی ہیں، دوسرے ممالک سے ہماری involvement ، افغانستان کے حوالے سے ہو چکی ہیں ۔ عراق کے حوالے سے ہو چکی ہے۔ جناب میں ایک چھوٹا سا، اکیسمارچ انیس سو اڑتالیس حضرت قائد اعظم کی صرف دو لائنیں record پر لانا چاہتا ہوں ،

"ہمارے دشمن چاہتے ہیں کہ وہ پاکستان میں انتشار پھیلا کر اسے نقصان پہنچائیں ۔ آپ ان سے خبردار اور چوکس رہیں اور ان کے دلفریب نعروں اور وعدوں کے جال میں نہ پھنسیں ۔"

جناب چاہے وہ North وزیرستان ہو ، چاہے وہ باجوڑ ہو، چاہے وہ بلوچستان ہو، unfortunately حکومت اسے serious نہیں لے رہی ۔ مجھے فکر ہے اور مجھے ڈر ہے ۔ جو بلوچستان کے بارے میں بھی بات ہوئی اور جو ہم نے یہاں دو committees بنائیں ، ان میں

سے ایک کمیٹی کی report جو کہ constitutional measures کے علاوہ تھی، اس کی report تو کئی مہینے ہو گئے، سال مکمل ہونے والا ہے، میں اس کا ممبر تھا۔ جناب آج اگر اس پر عملدرآمد ہوا ہوتا تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ جو واقعات بلوچستان میں ہوئے، وہ واقعات کبھی نہ ہوتے۔ جناب یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے، جو میں نے حضرت قائد اعظم کا ارشاد یہاں عرض کیا۔ ہمارے دشمن پاکستان کے اندر بھی ہیں اور پاکستان سے باہر بھی ہیں، وہ نہیں چاہتے کہ یہ ملک اس طرح رہے جیسے اس وقت ہے اور یہ وہی لوگ ہیں، یہ وہی ممالک ہیں، جو نہیں چاہتے تھے کہ مشرقی پاکستان اکٹھا رہے۔ اس وقت بھی جو international figures تھے ان پر ہم نے دھیان نہیں دیا۔ اس وقت بھی جو western think tanks تھے ان کی report پر ہم نے غور نہیں کیا اور اس کا consequence کیا ہوا؟ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ کہ ہم نے اپنا آدھا ملک گنوا دیا۔ آج جناب وہی forces ہیں۔ یہ کون ہیں US think tanks یہاں اس کی report آپ نے دیکھی ہو گی اور میرے بہت سے ساتھیوں نے ضرور دیکھی ہو گی، اس میں پاکستان کا نقشہ ایک new world order کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اس میں بلوچستان کو ایک آزاد ملک دکھا رہے ہیں، اس میں Frontier کو افغانستان کا حصہ بنا رہے، اس میں سندھ کو علیحدہ کر رہے ہیں، اس میں پنجاب کو squeeze کر کے ایک چھوٹا سا independent پاکستان دکھا رہے ہیں۔ جناب کوئی ہے؟ ہماری تقاریر یہاں ہوتی رہتی ہیں۔ ہم بیٹھتے ہیں، باتیں کرتے ہیں، اس کے بعد کسی کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ جناب یہ بڑے serious issues ہیں۔ یہ ہمارے لیے challenge ہے۔ اگر یہ پہلی دفعہ ہوتا تو شاید اس پر اگر ہم کم غور کرتے تو کوئی اعتراض نہ کرتا۔ یہ جناب پہلی دفعہ نہیں ہو رہا۔ یہی indications تھیں دس سال پہلے جب مشرقی پاکستان ہم نے گنوایا۔ آج وہی indications ہیں، آج وہی ممالک اپنے ملکوں کے think tanks کے ذریعے ایک new world order کا نقشہ دیتے ہیں اور ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے۔ جناب ہمیں سب سے پہلے اپنے گھر کو۔ یہ جو tribal areas ہیں۔ آپ کا جناب چیئرمین! بلوچستان سے تعلق ہے۔ یہ بڑے sensitive issues ہیں۔ حالانکہ میں پنجاب سے belong کرتا ہوں، میرے لیے بلوچستان بھی اتنا پیارا ہے، سندھ بھی اتنا پیارا ہے، میرے لیے Frontier بھی اتنا پیارا ہے، جتنا مجھے پنجاب پیارا ہے۔ اگر ہم سب لوگ، پوری پاکستانی قوم، اس پر سوچیں گے

نہیں کہ ہم ایک ہیں ' یہ صوبائیت کا نعرہ نہیں چلے گا۔ ہمیں ایک پاکستان ہو کر سوچنا پڑے گا۔ اگر ہم نے as a پاکستان ' as an entity, as a sovereign country اس دنیا کے نقشے پر اپنے آپ کو مضبوط رکھنا ہے ' اپنے آپ کو بچانا ہے ' اپنے آپ کا دفاع کرنا ہے تو ہمیں ایسی چیزوں کا notice لینا چاہیے ۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ ابھی بھی دیر نہیں ہے ' اس حکومت نے North وزیرستان کا ابھی جو معاہدہ کیا ہے ' وہ بڑی اچھی development ہے ۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں امن ہوا ہے ۔ ہم اسی کو replicate کیوں نہیں کر سکتے فاٹا کے دوسرے علاقوں میں ۔ اسی کو باجوڑ میں کیوں نہیں کر سکتے ؛ بلوچستان پر report ہم کیوں نہیں implement کرتے ؛ اس ایوان میں ہماری Sub-Committee کے چیئرمین مشاہد صاحب نے کہا کہ میں نے National Security Council کو briefing دے دی ہے ' اس پر عمل درآمد ہو گا ۔ جناب ہم نے دیکھا کہ اس پر عملدرآمد ہونے کے بجائے الٹا کام ہوا ۔ وہاں ایک operation شروع کیا گیا ۔ وہاں کے ایک لیڈر بگٹی صاحب کو میزائل مار کر ختم کیا۔ جناب ایسے مسائل حل نہیں ہوں گے ۔ یہی وہ لوگ تھے جو کہتے تھے کہ جی پاکستان کو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ چند گھنٹے پہلے آپ کو یاد ہو گا کہ جنرل جو فوت ہو چکے ہیں۔ جنرل یحیٰی جو " tiger نیازی " اپنے آپ کو کہتے تھے۔ انہوں نے بیان دیا کہ کوئی فکر والی بات نہیں ہے اور اگلے ہی چوبیس گھنٹوں میں وہاں surrender کیا جا رہا تھا۔

خدا کے لیے ملک کی فکر کریں یہ باجوڑ ایک isolated واقعہ نہیں ہے۔ جناب چیئرمین!

it is an international conspiracy in Pakistan and within Pakistan there are enemies of Pakistan unless we become serious , unless we take proper measures as a country,

اس میں opposition اور

government , they must get together and I think there should be magnanimity in the leadership of this country who is sitting in the corridor of power that they should invite all the politicians of Pakistan, who have

been exiled, call them and tell them.

جناب اکیسویں صدی کا یہ مسئلہ ہے ۔ یہ Armed Forces نے US think tank کا نقشہ پیش کیا ہے ۔ آپ ہمیں بتائیں اس کو کس طرح defend کریں ۔ اپنے ملک کا ہم کس طرح دفاع کریں ۔ جناب جیسے میں نے عرض کیا کہ میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا اور میں اسی پر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ جو درگئی کا reaction ہے وہ سب اسی کا تھا ۔ اب تو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ۸۰ جوان کیا وہ ہم میں سے نہیں ہیں ۔ چاہیں وہ پنجاب کے ہوں یا سرحد سے ہوں یا کسی اور صوبے سے ہوں ۔ جناب وہ پاکستانی ہیں ۔ ہمیں پہلے ' we should think as Pakistani before we think اپنے آپ کو صوبے کا حصہ ۔ میں آپ کو درجنوں ارشادات درجنوں حضرت قائداعظم کے اس میں سے جو بار بار کہتے ہیں ۔ آج ان کے پاس کاپیاں پڑی ہوئی ہیں کہ جناب صوبے اپنے آپ کو بلوچی ' پنجابی ' سندھی اور پٹھان مت کہیں ۔ اگر آپ نے اپنے آپ کو پاکستانی سوچا تو پھر آپ اس کا ایک مضبوط ملک بنا سکیں گے اور پھر ترقی کر سکیں گے اور پھر قوم کو آگے لے کر جا سکیں گے ۔

جناب! حکومت اس کا نوٹس لے ۔ حکومت appropriate measures لے اور کہے کہ کبھی باجوڑ میں ' کبھی شمالی وزیرستان میں ' ہمیں کوئی ضرورت نہیں dictation لینے کی ' کسی سے بھی ۔ وہ جو leader تھے اس وقت کے ' ان کے اپنے ممالک کے ' ان کی جو شہرت ہے جناب وہ lowest آ چکی ہے ۔ یہ نہیں کہ وہ اپنے tenure میں lowest ہیں ۔ جناب ان کی شہرت ان کے ممالک کے پچھلے پچاس سال سے lowest ہے ۔ کیونکہ ان کو ان کی اپنی عوام نے reject کر دیا ہے ۔ یہ کیا سیاست ہے عراق کی یہ کیا سیاست ہے ۔ افغانستان کی کیا سیاست ہے ۔ اور ہم اب بھی ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ۔ ہمیں سب سے پہلے اپنے ملک کی ' اپنی قوم کی ' پاکستانیوں کی فکر کرنی چاہیے ۔ اس کی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ ہم اپنے دفاع کے لیے ' اس کے لیے ہمیں شرمندہ نہیں ہونا چاہیے ۔ ہمیں ہر وہ action لینا چاہیے جو ہمارے ملک کو مضبوط رکھے ۔ اس کی protection کرے ۔ اور اس کا دفاع کرے ۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you اسحاق ڈار صاحب '

thank you very much for adhering to the time. I think other honourable Senatorswill also follow it. Senator Ranjha is on record if I am not wrong

انہوں نے immediate جو reaction تھا that was very clear after this incident اور بعد کی بات تو بعد میں ہے۔ والدین کی آہیں لگ گئیں اور بش اپنا الیکشن ہار گیا۔ پہلے تو آدمی کو it was the first indicator آگے اللہ بہتر کرے گا۔ Next mover is, now پروفیسر ساجد میر بھی نہیں ہے۔ سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب' اچھا میں ایک گزارش کرتا جاؤں' سینیٹ میں ۔ We have to ultimately......, this is the upper House اور مستقبل جو پاکستان کا ہے اس وقت وہ provincial autonomy پر بہت باتیں ہو رہی ہیں۔ provincial autonomy سے وابستہ ہے۔ آپ جتنی زیادہ provincial autonomy دیں گے responsibility دیں گے اپنے شہریوں کو' اپنے صوبوں کو یہ ملک آگے بڑھے گا اور میں خصوصاً اس فیملی سے تعلق رکھتا ہوں جو خود پاکستان بنانے والوں میں سے ہے weare coming to it now اسی پر ہی کام ہو رہا ہے۔ President House میں بھی اسی پر کام ہو رہا ہے۔ Prime Minister's Secretariat میں بھی ہو رہا ہے۔ ہماری سیاسی جماعتوں میں بھی اسی پر ہو رہا ہے۔ Thank you very much.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ سے معذرت کے ساتھ کہیں کوئی کام نہیں ہو رہا ۔ یہ پہلے ہی کام ہو چکا ہے

If provincial autonomy is 95% of the item of the schedule, as Concurrent List has already been agreed in the committee and it should handed over to the provinces, sir

آپ کمیٹی کی رپورٹ کو دیکھیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اصل میں وسیم سجاد صاحب والی costitutional committee ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: وہ constitutional ہے جب آئے گی بعد میں دیکھا

جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین، وہ بھی جلدی کر دی جائیں۔ آئینی چیزیں ہیں۔

Thank you.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم مسئلے پر مجھے اپنی پارٹی اور دوستوں کا نقطہ نظر پیش کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! باجوڑ میں بمباری اور اس میں بیگناہ لوگوں کی شہادت سے یہ مسئلہ اٹھا ہے۔ اس کے بعد درگئی میں ایک explosion ہوا ہے' اس میں لوگوں کو مارا گیا ہے۔ جناب والا! اصل مسئلہ یہ ہے۔ جب ہمارے دوستوں نے یہ کہا کہ ہمیں تاریخ سے سبق سیکھنا چاہیے' میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں کہ ہم لوگ تاریخ سے سبق نہیں سیکھتے اور نہ ہم نے سیکھا ہے بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ کہاں سے شروع ہوا اس کے بنیادی اسباب کیا ہیں۔ جناب والا! جیسے کہ ہمارے ایک دوست نے فرمایا اور انہوں نے سوویت یونین کا نام لیا کہ یہ لوگ سوویت یونین کے حمایتی تھے۔ وقت کی وجہ سے میں اور باتوں میں نہیں جاؤں گا۔ سوویت یونین نے جب افغانستان میں مداخلت کی تو افغانستان کی اپنی ایک state تھی۔ انہوں نے اپنے نظام کو تبدیل کیا۔ اس کے بعد تمام دنیا جانتی ہے کہ ہمارے ان علاقوں سے جس کو ابھی یہ تو قبائل کہتے ہیں یا کبھی اور نام دیتے ہیں' یہاں سے افغانستان میں مداخلت ہوئی اور اس کے بعد سوویت یونین افغانستان کے دفاع کے لیے آیا اور باقی باتیں ہم چھوڑتے ہیں کہ آیا جنیوا معاہدہ ہوا یا نہیں جناب! 1988 میں جنیوا معاہدہ ہوا اور اس میں امریکہ اور سوویت یونین کی ضمانت تھی کہ افغانستان میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور افغانستان کے جو لوگ یہاں آئے ہیں۔ ان کو پر امن طریقے سے افغانستان میں واپس بلایا جائے لیکن جنیوا معاہدہ ہوا اور جنیوا معاہدے کے ساتھ ہی جلال آباد پر ہمارے جاسوسی اداروں نے حملہ کیا اور وہ آج بھی اس پر فخر کرتے ہیں کہ یہ کام ہم نے ٹھیک کیا۔ اب یہ مسئلہ صرف یہ ہے کہ اگر وہ دفاع کریں یا دفاع کے علاوہ وہ offence بھی کریں تو ہم لوگ یہ سبق نہیں سیکھتے۔ پھر ایک stage آئی کہ ڈاکٹر نجیب نے transfer of power کیا لیکن transfer of power یہاں افغانستان کے خلاف جو سارے لوگ لڑ رہے تھے انہوں نے گول میز کانفرنس بلوائی لیکن کیا بات تھی کہ وہ گورنمنٹ ان کو transfer نہیں ہوئی

اور فوری طور پر وہاں خانہ جنگی شروع کروا کے افغانستان کی state کو disintegrate کیا گیا ان کے جہازوں اور ٹینکوں کو scrap کیا گیا۔ کیا بات ہے کہ کس نے کیا؟ اصل بات یہ ہے۔

جناب والا! یہاں جو امریکہ کی باتیں کر رہے ہیں، یہاں تو امریکہ والے بیٹھے ہوئے تھے اور یہ تمام لڑائی امریکہ کی proxy war ان لوگوں نے لڑوائی۔ آج تمام دنیا میں جو balance of world forces تھا وہ ختم ہو گیا ہے اور دنیا میں ایک super power ہے اور وہ اس لیے کہ امریکہ کی طرف سے ان مہربانوں نے لڑائی لڑی اور وہاں جو امن قائم تھا وہ disintegrated ہوا۔ اس کے بعد کیا ہوا کہ وہاں طالبان کے لبادے میں یہاں سے لوگوں کو بھیجا اور وہ لوگ جو آج ہماری duty اور دوسرے جاسوسی نمائندوں کے ادارے آج ہمارے پاکستان کے لوگ بنے ہوئے ہیں اور آج پاکستان کی سیاست کے راہنما بنے ہوئے ہیں ان لوگوں نے وہاں اپنے پنجے گاڑ دیے اور عرب کہاں سے آ گئے افغانستان سے ابھی آپ نے لڑائی لڑی تھی تو اب افغانستان سے سوویت یونین چلا گیا۔ ڈاکٹر نجیب چلے گئے تو بس عربوں کو یہاں کیا ضرورت تھی کہ انہوں نے تورا بورا میں خندقیں بنائی ہیں اور یہ کیا وہ کیا، ان سب کی کیا ضرورت تھی۔ بات یہ تھی کہ افغانستان کی state کو ان کا ارادہ تھا کہ disintegrated کرنا اور وہاں جو طالبان تھے، وہاں کی نیشنل آرمی کہاں تھی وہاں تو تنظیموں کی اپنی آرمی تھی تو ان کے بعد آج افغانستان کے جو لیڈر ہیں۔ عبدالرب سیاف، مجدوی، گیلانی، ربانی، حامد کرزئی یہ وہی لوگ تھے اور وہ اپنے کیے پر نادم ہو گئے انہوں نے دیکھا کہ انہوں نے ایسا کام کیا ہے کہ بجائے اس کے کہ کوئی ان کی مدد کرے، لوگ آئے انہوں نے افغانستان پر قبضہ کر لیا اور تمام افغان، آج لوگ اخباروں میں کہتے ہیں کہ افغان احسان فراموش ہیں ہم نے انہیں تیس سال پناہ دی اب وہ ہم سے نفرت کرتے ہیں، کیوں نفرت کرتے ہیں؟ اس لیے نفرت کرتے ہیں کہ آپ نے افغانستان کو occupy کرنے کا فیصلہ کیا ہوا تھا اور افغان اس بات کے لیے تیار نہیں ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ افغانستان سے وہ کہتے ہیں کہ امریکہ کافر ہے، فلاں ہے، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے امریکہ سے تمام مدد لی اور اب امریکہ کافر ہے۔ وہاں جو Twin Tower تباہ ہوا، وہ چھوڑیں، صحیح تھا یا نہیں، وہ ان کی اپنی بات ہے لیکن ہماری زمین سے کیوں حملہ ہوا؟ آپ نے کس سے اجازت لی تھی؟ آپ کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو فوجیں رکھتے ہیں، ایٹم بم بناتے ہیں اس لیے نہیں بناتے کہ ان کو آپ مارو۔ یہ جو جاپان

کی لڑائی میں Pearl Harbour پر حملہ ہوا اس کے بعد نتیجہ کیا تھا' نتیجہ یہ ہے کہ جاپان پر دو ایٹم بم گرے اور اس کے بعد جاپان کو آج تک فوج رکھنے کی اجازت نہیں ہے کیوں؟ انہوں نے Pearl Harbour پر حملہ کیا تھا۔ انہوں نے یہ حق استعمال کیا کہ اس کا دفاع کریں۔ اب جب Twin Tower پر لڑائی ہوتی ہے اور وہاں سب نشان ہمارے پاس پہنچ گئے ۔ ہم کہتے ہیں کہ سبق نہ لیں۔ سبق کیسے لیں یعنی آپ کا مطلب ہے کہ ہم پھر حملہ کریں۔ یہ جو یہاں کہتے ہیں U-turn ہوا۔ U-turn کیوں نہ ہوتا؛ U-turn تو یقینی تھا۔ یہ کام جو افغانستان پر وہاں جنہوں نے حملہ کیا تھا یا ان کے سنٹرز تھے ان پر حملہ ہونا تھا ورنہ یہ حملہ یہاں ہوتا۔ پاکستان میں ہوتا۔ ایک بار ہم بچ گئے ۔ اس سے پہلے دو' تین بار ایسا ہوا ہے اور پھر اس کے بعد افغانستان' افغانستان کے عوام اور تمام دنیا' United Nations میں Security Council میں قرارداد پاس ہوئی یعنی افغانستان کب تک الگ رہے گا۔ تمام دنیا نے اس کو سپورٹ کیا کہ افغانستان ایک آزاد state ہے' مستقل state ہے اور ان کو اپنی حکومت کرنے کا اختیار ہے اور سیکیورٹی کونسل نے لوئی جرگہ کا process منظور کیا اور پھر بون جرگہ ہوا' ان لوگوں نے آپس میں جرگہ کیا جنہوں نے ایک دوسرے کے سر کاٹے تھے' ایک دوسرے کو مارا تھا انہوں نے افغانستان کے لیے' امن کے لیے' جو کچھ تھا' وہ بھول گئے اور نیا نظام بنایا اور نیا آئین بن گیا۔ آج افغانستان میں نیا آئین ہے اس میں افغانستان کا صدر حامد کرزئی ہے۔ یہاں لوگ کہتے ہیں حامد کرزئی کی حکومت میں اثر نہیں ہے ۔ افغانوں کی history کو جانتے ہیں۔ حامد کرزئی ابدالی ہے ۔ حامد کرزئی آج بھی' کوئی حکومت میں ہو تمام افغانستان میں اس کی عزت کی جاتی ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس کو باقاعدہ حمایت حاصل ہے ۔ کیوں اکیلا گیا؟ جب وہ کہتے ہیں کہ کابل اکیلا گیا۔ فوجیں نہیں تھیں اس کو عوام کی اتنی حمایت تھی کہ فوج اس کی ضرورت ہی نہیں تھی ۔ پھر حکومت بنی ۔ وہاں باقاعدہ سیاسی طور پر آئین بنا۔ انتخابات ہوئے اور پارلیمنٹ کے انتخابات ہوئے۔ کابینہ بنی ۔ ایک' دو مہینے تو پارلیمنٹ سے کابینہ والے منظوری لیتے تھے یعنی کابینہ جواب دہ تھی ۔ ہر وزیر اپنی تمام planning پارلیمنٹ کے سامنے رکھتا اور پھر پارلیمنٹ yes or no کرتی۔ اس کے باوجود وہ یہاں کہتے ہیں طالبان' کون سے طالبان؟ کون نہیں جانتا کہ طالبان یہاں کے ہیں ۔ اب آپ کہیں گے کہ ہمارے راز کو کیوں افشا کیا۔ آپ لوگوں کو یہاں پالیں' اور وہ افغانستان میں لڑائی لڑیں۔

اور افغانستان والے ان کے پیچھے آئیں اور ہم پر حملہ کریں اس وقت پھر آپ کا دماغ ٹھکانے آئے گا۔وہاں لڑائی ٹھیک ہے۔ ہم کہتے ہیں آج یہ فرض کریں کہ وہاں اندرونی لڑائی ہے' ٹھیک ہے' ان کو چھوڑیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اتنا اسلحہ روس کا پڑا ہوا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ logistics کہاں سے آرہے ہیں؟ یہ جو گاڑیاں ہیں' پٹرول ہے' ڈیزل ہے یہ کہاں سے آرہا ہے؟ وہ کون دے رہا ہے؟ اس کے باوجود دنیا نے انہیں' اقوام متحدہ نے انہیں باقاعدہ عالمی امن فورس قرار دیا ہے کہ افغانستان میں جائیں اور اپنا کام کریں کہ افغانستان peaceful اور stable ہو جائے اس کے بعد پھر وہ واپس آئیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، خان صاحب ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، ٹھیک ہے جی۔ عرض یہ ہے کہ عالمی امن فورس اور اقوام متحدہ کا جھنڈا ہے' یہاں سے لوگ جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں ہم نے کیا کیا' ہم نے کچھ نہیں کیا۔ آپ نے کیسے کچھ نہیں کیا؟ آپ خود جانتے ہیں۔ تمام دنیا جانتی ہے' ہمارے ملک پختونخواہ میں بیرونی لوگ موجود ہیں۔ عرب ہیں' ازبک ہیں' پارلیمنٹ کے ممبر نے' چند دن پہلے کہا' اس کے الفاظ ہیں جو ہمارے ساتھ پارلیمنٹ کے ممبر ہیں انہوں نے کہا ہے پارلیمنٹ کے اراکان کے ذریعے مذاکرات کریں۔انہوں نے بیس نومبر کے مشرق اخبار میں کہا ہے۔ پارلیمنٹ کے ممبر نے کہا ہے کہ بلاشبہ ازبک' تاجک اور چیچن پاکستانی نہیں۔ تاہم مسلمان بھائی ہیں۔ حکومت سے کئے گئے معاہدے کے تحت ان غیر ملکیوں کو پرامن جینے کا حق ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ازبک وہاں پر موجود ہیں' ازبک لوگوں نے پشتون علاقے کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ یہ ہر روز اخباروں میں جو آتا ہے' "مشرق" میں آیا ہے یہ بھی بیس نومبر کا ہے۔ شمالی وزیرستان میں جاسوسی کے شبے میں مولوی ہاشم قتل۔ یہ مسئلہ نہیں ہے کہ وہ مولوی ہے یا نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ افغانستان میں امن کا حامی ہے لہذا' اس کا سر کاٹا جائے۔ The News میں ہے گیارہ نومبر کے four Anti-militant campaigners killed in Waziristan block یعنی یہ کام مسلسل ہو رہا ہے۔ ان حالات میں ہمارے گورنر صاحب بڑے خوش ہیں' وہ کہتے ہیں کہ ہم نے وہاں پر امن معاہدہ کیا ہے۔ آپ نے کونسا امن معاہدہ کیا؟ ہماری پشتو میں مثل ہے (پشتو) نک کٹے کو

اگر شرم آتی تو وہ چوری کا نام نہ لیتا۔ یہ امن جرگہ ہے۔ جس وقت وہ وانا میں بیٹھا ہوا تھا اس پر راکٹ برسے۔ وہاں پر تمام اختیارات ان لوگوں کو دے دیئے گئے۔ پشتونخواہ جن قبائل کو کہتے ہیں، باجوڑ سے لے کر وزیرستان تک پاکستان کے حکمرانوں نے مکمل اختیارات ازبکوں کو دے دیے ہیں۔ کوئی تو جائے وہاں پر۔ یہ ہے آپ کا agreement. اس سے آگے آپ دیکھیں کہ پشتونخواہ میں، قبائلی علاقے میں، ایجنسیوں میں انہی لوگوں کو یرغمال بنایا گیا ہے۔ کتنی target killings ہوئیں۔ 180 سے زیادہ اور میں یہ کہتا ہوں کہ ہر وہ آدمی مارا گیا جو ہزاروں لاکھوں انسانوں کا لیڈر تھا۔ یہاں سینیٹر فرید اللہ خان نہیں تھا۔ فرید اللہ خان ہسٹری میں ہے۔ اس کے باپ دادا کا نام فوان تھا، یہ پشتو کا proverb ہے (پشتو) اوپر آسمان نیچے فوان۔ اس کو عوام کی حمایت تھی اور آج کوئی عرب، کوئی ازبک وہاں پر آیا اور فوان کو قتل کیا، اس کے بیٹے کو قتل کیا، کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مرزا عالم وزیر، تمام دنیا والے جانتے ہیں انگریز سے لے کر سب جانتے ہیں کہ وہ اپنی عوام کے سب سے بڑے نمائندے تھے، اس کو بچوں سمیت قتل کیا گیا۔ حتیٰ کہ ان کے بچوں کو اغوا کر رہے ہیں۔ اب وہ وہاں سے بھاگ کر ڈیرہ اسماعیل خان آگئے ہیں۔ اب یہ حالت ہے۔ ایک طرف افغانستان میں قتل و غارت ہے دوسری طرف ایجنسیاں لوگوں کو یرغمال بنا رہی ہیں۔

اب کیا یہ پوزیشن ہے کہ settled area میں بھی آپ نہیں رہ سکتے۔ Settled area میں بھی explosions کیوں ہو رہے ہیں؟ کون کر رہا ہے؟ یہی لوگ کر رہے ہیں۔ یہاں لوگ کہتے ہیں ہم انتہا پسند نہیں ہیں۔ انتہا پسندی کیا ہے؟ اپنا نقطہ نظر اگر آپ زور سے منوائیں گے، گولی سے منوائیں گے۔ Rule of law نہیں ہوگا، قانون کی حکمرانی نہیں ہوگی، گولی سے آپ منوائیں گے تو آپ انتہا پسند ہیں۔ ابھی ہمارے تمام پشتون علاقوں میں terrorists کی حکومت ہے، terrorists کا اقتدار ہے۔ ہمارے تمام لوگ یرغمال ہیں۔ یہاں پر ہم جب لوگوں سے کہیں تو کہتے ہیں کہ نہیں، نہیں، کوئی القاعدہ نہیں ہے۔ کیسے نہیں ہے؟ وہ خود جانتے ہیں جیسے میں نے الفاظ استعمال کیے، یہ پارلیمنٹ کے ممبر کے الفاظ ہیں کہ فلاں فلاں لوگ وہاں پر ہیں۔ اب جو ان کا agreement ہے جس کے تحت وہ یہاں پر پرامن رہیں گے، اگر نہیں رہتے تو چلے جائیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Please وقت کا تھوڑا خیال رکھیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! میں ابھی ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شیر پاؤ صاحب کہتے ہیں کہ بولنے دیں۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے جوانی والا عبدالرحیم نظر آ رہا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، بڑی مہربانی۔ جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ ہمارے پشتون علاقوں میں یہ حال ہے۔ اب ہم باجوڑ کے مسئلے کے اوپر آتے ہیں۔ ہمارے ساتھ کیا ہوا؟ میں یہ کہتا ہوں تمام پشتونوں کو کہتا ہوں ' پاکستانی عوام کو کہتا ہوں کہ ہم پشتونوں کو کس طرح مارا جا رہا ہے۔ ہمارے بچوں کو مدرسے میں انسانی ڈھال بنایا گیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ باجوڑ میں ہمارے بچے مارے گئے ہیں لیکن کس طرح ؛ لیاقت کیا کام کرتا ہے' لیاقت کس طرح کام کرتا ہے؟ لیاقت نے باقاعدہ لشکر پالا ہوا ہے۔ لوگوں کو مارنے والے لشکر تھے۔ لیاقت نے لشکر پالا ہوا ہے اور وہ افغانستان میں مداخلت کر رہا ہے۔ باجوڑ میں اس کا اقتدار ہے۔ اس کا مدرسے سے کیا تعلق؟ کیا اس مدرسے کا ذمہ دار یہ شخص نہیں ہے۔ میں تمام مدرسے والوں کو کہتا ہوں' ہمارے مدرسے ہیں قرآن شریف کی تعلیم کے لئے لیکن اگر اس کو آپ ان لوگوں کا ڈھال بنائیں ' انسانی ڈھال بنائیں تو کیا آپ ہمارے بچوں کو ان سے نہیں مروائیں گے؟ یہ جو یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ پاکستان نے حملہ کیا ہے یا امریکہ نے؟ کسی نے بھی حملہ کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہاں پر کچھ ہو رہا تھا۔ اس علاقے میں ایسی باتیں ہیں کہ لوگوں کو مار رہے ہیں۔ دوسرے ملک میں مداخلت کر رہے ہیں اور یہاں پر آ کر یہاں کے لوگوں کو مار رہے ہیں۔ جب یہ پوزیشن ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جوابی کارروائی ہوگی۔ افغانستان' United Nations یا جو امن فورس ہے وہ تو اب بھی میں کہتا ہوں کہ انہوں نے بہت اچھا کیا ہے۔ وہ self defence کر رہے ہیں۔ لیکن جنگ کا قانون یہ ہے کہ آپ نے ڈیفنس بھی کرنا ہے اور offence بھی کرنا ہے۔ افغانستان میں اب جو بھی کمزوری ہو رہی ہے وہ اس وجہ سے نہیں ہو رہی کہ حامد کرزئی یا اس کی پارلیمنٹ کو افغان عوام کی حمایت حاصل نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ defence کر رہے ہیں بجائے اس کے کہ وہ حملہ کریں۔ اگر وہ حملہ کریں تو کیا یہ اڈے------ وہ خود اس چیز کو

مانتے ہیں کہ ان اڈوں پر حملہ نہ ہو۔ جب حملہ ہوگا تو ہمارے بچے جو انگریزی میں کہتے ہیں کہ collateral تو وہ خود ہیں۔ جب یہاں پارلیمنٹ کے نیچے آپ نے دہشت گرد کو بٹھایا ہو اور اس کے پیچھے وہاں سے کوئی آئے تو کیا یہاں ہم نہیں مارے جائیں گے؟

جناب قائم مقام چیئرمین، اللہ کی خیر منائیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! عرض یہ ہے کہ ہمارے لوگ جو مارے گئے ہیں وہاں سے جوابی حملہ ' دفاع کا حق ان کا ہے اور اب ہمیں یہ سیکھنا چاہیے' یہ جو ہم کہتے ہیں کہ ہم سبق نہیں سیکھتے۔ سبق یہ سیکھیں' کئی بار ہم on brink of war آ گئے۔ تین چار بار تو ہم بچ گئے۔ فلاں مسئلے' فلاں مسئلے' بالکل کھائی کے سر پر ہم پہنچتے اور پھر ہم بچ گئے۔ کیا یہ نہیں ہے کہ ایک stage ایسا آئے گا کہ یہاں ہمارے جنرل صاحب اور اس کے جو ساتھی ہیں وہ دنیا کی قوتوں کو سمجھاتے کہ ہم نے نہیں کیا ہے' ہم نے نہیں کیا ہے۔ آخر وہ کیا ایسا نہیں کریں گے کہ اس پر کہہ دیں کہ نہیں اب اس کے بعد ہم نہیں ہٹیں گے۔ اب یہ جو باجوڑ میں ہوا ہے،اس کی اگر آپ detail دیکھیں اس میں یہی ہے۔وہ خود کہتے ہیں اتنا evidence ہوا کہ they could not resist. وہ resist نہیں کر سکتے ورنہ دوسری بات یہ ہوتی کہ وہ خود یہ عمل کرتے اور جب خود عمل کرتے پھر اس کا نتیجہ کیا ہوتا۔ پھر ضروری نہیں ہے کہ وہ جو حملہ آور ہے وہ آپ کی زمین سے نکل جائے۔

جناب والا! ہمیں واقعی سبق سیکھنا چاہیے۔ دو تین بار ہم on the brink of war سے ہم بچ گئے ہیں اور اس کے بعد ابھی لوگ شروع ہیں۔ یہ اس جگہ پر حملہ کرو' یہ افغانستان غیر اسلامی ہے اور اس کا جہاد جاری ہے۔ یہ میں آپ سے ایسے ہی پوچھتا ہوں' یہاں لوگ بیٹھے ہیں۔یہ ایسے دوستی کا مسئلہ ہے لیکن چائنا میں اور ترک وہاں مسلمان نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ آپ کو نظر نہیں آ رہے ہیں۔ یہ ابھی جو عراق میں امریکہ نے حملہ کیا اور افغانستان میں تو اقوام متحدہ کا چارٹر ہے اور اس میں انہوں نے باقاعدہ امن فورس دی ہے۔ عراق میں حملہ ہوا ہے لیکن آپ ایران سے کیوں نہیں پوچھتے؟ کیوں انسانی رگ آپ کی نہیں پھڑکتی ہے کہ ایران والے امریکہ کے امدادی ہیں۔ علی الاعلان کہتے ہیں کہ امریکہ نے جو وہاں occupation کیا ہے اس کے وہ

حمایتی ہیں۔ کیوں آپ لوگوں میں پروپیگنڈا نہیں کرتے؟ آپ کی رگ کیوں نہیں پھڑکتی؟ جو یہاں پھڑکتی ہے وہ بظاہر نظر آ رہا ہے کہ کمزور ہے۔

Mr.Acting Chairman: Thank you.

اب ختم کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، کمزور ہیں لہٰذا کمزور کو تو غصہ زیادہ آتا ہے۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں۔ بہرصورت ہمیں سبق سیکھنا چاہیے اور اس سے withdraw ہونا چاہیے اور اگر withdraw نہیں ہوں گے بلکہ ایک بات رہ گئی میری، جرگے کی بات، پشتون جرگہ۔ پشتون جرگہ کیا کرے۔ پشتون جرگہ یہ نہیں کرے گا جو اخباروں میں آیا ہے کہ بس افغانستان کی state ہے اور پارلیمنٹ ہے اس کو لپیٹو اور پھینکو اور یہاں جو کچھ ہے ان لوگوں کو وہاں لے جاؤ۔ یہ نہیں ہوگا۔ جرگے اس لیے ہوں گے کہ افغانستان میں مداخلت ہو رہی ہے اور اس کا دفاع کرنا ہے۔ یہ جو agencies میں لوگ یرغمال ہیں ان کو آزاد کرنا ہے اور یہ جو پشتون علاقہ ہے، شمالی پشتون خواہ کہتے ہیں یا ہمارے پشتون علاقے یا بلوچ علاقوں میں بھی extremism باقاعدہ جا رہا ہے اور لوگوں کو مار رہے ہیں۔ان لوگوں کو ہم نے نجات دینا ہے جرگہ اس بات پر ہو۔بڑی مہربانی جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین، Basic چیز ہم سب کو realize کرنا چاہیے کہ ہم لوگ برطانیہ کے غلام رہے ہیں اور افغانستان نے کبھی غلامی نہیں دیکھی۔ یہ بنیادی فرق ہے مزاجوں میں۔ آج تک انہوں نے روس کو برداشت کیا ہے نہ کسی اور کو برداشت کرنا ہے۔ ان کی ایک ہسٹری ہے، مزاج ہے۔ ان کے ہم ہمسایہ ہیں۔ ہم ان کو جانتے ہیں۔ان سے بھی ہم نے بہت کچھ سبق سیکھنا ہے۔ محترمہ عافیہ ضیا صاحبہ۔

سینیٹر عافیہ ضیا، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج جو موضوع اس ایوان میں زیر بحث ہے اس کا آغاز کرنے سے پہلے میں ایک حدیث بیان کرنا چاہوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عربی) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ظالم کے حوالے کرتا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب ! جیسا کہ ہم اور آپ سب جانتے ہیں کہ تیس اکتوبر 2006ء کو صبح پانچ بجے فقط ایک کنال کے رقبے پر مشتمل ایک دارالعلوم جس کی شکستہ اور کمزور عمارت کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا اور جس میں موجود بیاسی یا غالباً تراسی معصوم حفاظ قرآن اور اساتذہ کے انتہائی بیدردی کے ساتھ چیتھڑے اڑا دیے گئے ۔ وہ معصوم جانیں ہم میں سے ہر ایک سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ

میں کس کے ہاتھ پر اپنا لہو تلاش کروں　　　تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

جناب چیئرمین ! جب پہلے اسمبلی میں حدود آرڈیننس کا ترمیمی بل پیش کیا گیا اور اس میں اپوزیشن کے کچھ ارکان نے اس بل کی مخالفت کی اور اس بل کو ٹکڑے کرکے پھینک دیا تو ہم نے ، آپ نے اور سب نے یہ دیکھا کہ حکومت وقت کے چند ارکان اٹھے اور انہوں نے ان ٹکڑوں کو چن چن کر جیب میں ڈالا اور بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کی کہ ان میں لفظ " قرآن" لکھا ہوا تھا ۔ آج جب باجوڑ میں یہ واقعہ پیش آیا ، یہ سانحہ پیش آیا اور ہم سب نے دیکھا کہ وہاں پر سینکڑوں قرآن پاک کے نسخے بھسم کر دیے گئے اور آج بھی قرآن پاک کے مقدس اوراق خاک و خون میں لتھڑے ہوئے ، اردگرد کے علاقوں میں بکھرے پڑے ہیں اور انہیں لیڈروں کی راہ تک رہے ہیں کہ وہ کب آئیں اور ان کے تقدس کو مزید پامال ہونے سے بچالیں ۔

جناب چیئرمین ! اس کارروائی کو سمجھنے کے لیے بہت اعلیٰ درجے کے جنگی ماہرین کی خدمات لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر آپ وہاں خود جائیں ، آپ کو موقع ملے تو آپ ان مقامی افراد سے بات چیت کریں تو آپ کو وہ دو ٹوک الفاظ میں بتا دیں گے کہ یہ حملہ کس نے کیا اور کس جانب سے ہوا اور اس حملے کے بعد جو دوبارہ کارروائی کی گئی وہ کس نے کی اور کس جانب سے ہوئی ! یہ جو پاکستان حکومت نے اس کی ذمہ داری اپنے سر لے لی ہے یعنی اس کارروائی کو اپنے سر لے لیا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس سے قبل جب "ڈومہ ڈولا" میں بمباری امریکی طیاروں کی جانب سے ہوئی تھی اور آپ ہم سب جانتے ہیں وہ کسی دارالعلوم پر نہیں ، کسی مدرسے ، مسجد پر نہیں بلکہ ہنستے بستے گھرانوں پر کی گئی تھی اور ان کو ملیا میٹ کردیا گیا تھا ۔ اس کارروائی سے ہر خاص و عام کی زبان پر یہ سوال پیدا ہوگیا تھا کہ آخر ہماری سرحدوں کی حفاظت کرنے والوں کا کیا حال ہے ، وہ وہاں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں ؟ کیونکہ دوسری طرف ہم

اپنے بجٹ کا ۸۰% حصہ اپنی پاک فوج کو دے رہے ہیں۔ اور یہاں فوج سرحدوں پر موجود ہونے کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ غیر ممالک کے طیارے آتے ہیں اور ہماری آبادیوں پر بمباری کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ اس شرمساری سے بچنے کے لیے حکومت وقت نے اس کارروائی کی ذمہ داری اپنے سر لی۔

جناب چیئرمین ! اس واقعہ کے بعد مختلف قسم کی تاویلیں سننے کو ملیں جن میں سے چند ایک مجھے یاد ہیں اور میں وہ آپ کو بتاتی ہوں جو ٹی وی پر انٹرویو اور جو اخبارات میں بیان دیے گئے ان میں سے کچھ افراد نے یہ بات کی۔ یہ بچے اگر دہشت گرد نہیں تھے تو صبح پانچ بجے اٹھ کر کیا کر رہے تھے۔ میرے خیال میں ان صاحب کو صبح کبھی پانچ بجے اٹھنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ جو یہ پوچھ رہے تھے کہ صبح پانچ بجے اٹھ کر کیا کر رہے تھے۔ ایک اور صاحب نے فرمایا کہ یہ دارالعلوم ایسے دشوار گزار علاقے میں ہے جہاں تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ اس لیے یہاں پر جانے نہیں دیا جا رہا۔ ایک اور صاحب نے فرمایا کہ یہاں پر جہاد کی ٹریننگ کے اسباب فراہم کیے گئے تھے اور جب وہ اسباب نہیں ملے تو پھر فرمایا کہ چونکہ وہاں پر بچوں کو خودکش حملے کی تربیت دی جا رہی تھی لہٰذا اس تربیت کے لیے ان اسباب کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یہ سب باتیں سن کر ایک شعر یاد آ رہا ہے کہ

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جناب چیئرمین ! مسئلہ یہ نہیں ہے کہ وہ بچے، وہ معصوم طلبا خودکش حملہ آور تھے یا دہشت گرد نہیں تھے یا حفاظ قرآن تھے یا وہ بیس سال کی عمر کے تھے یا کم تھے یا زیادہ تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر حکومت وقت کی تیارکردہ ساری چارج شیٹ کو ہم برحق مان بھی لیں اور ان کے پیش کیے گئے تمام شواہد پر ہم یقین کر بھی لیں تو اس کے بعد بھی ان نام نہاد دہشتگردوں کو پکڑنے کے ایک ہزار طریقے موجود تھے۔ آخر اس طریقے پر کیوں عمل کیا گیا؟ اور اس کارروائی سے تو حکومت وقت نے زخم خوردہ قبائلیوں کا رخ امریکہ سے اپنی جانب موڑ لیا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب ! صوبہ سرحد کی خواتین نے بھی باقاعدہ اجازت کے لیے وہاں کے political agents سے رابطہ کیا تاکہ ہم وہاں جا کر شہداء کی ماؤں سے اظہار ہمدردی کر سکیں اور فاتحہ خوانی کر سکیں لیکن ہمیں وہاں سے بالکل انکار ملا۔ ہم خواتین کو تو بعد میں سننے کو ملا کہ کافی

راہنما بھی نہیں جا سکے، وکلا کو بھی اجازت نہیں ملی، صحافی حضرات کو بھی اجازت نہیں ملی۔ حکومت کی اجازت نہ دینے کی وجہ سے آئین کے جو بنیادی حقوق سے متعلق شق نمبر 15 ہے، جو freedom of movement کی ضمانت دیتی ہے، حکومت نے اس کی بھی کھلم کھلا خلاف ورزی کی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! پشاور ہائیکورٹ کے 6 سینئر وکلا کا وفد جو حکومت کی تمام رکاوٹوں کو پار کر کے سب سے پہلے وہاں پہنچ گیا تھا، ان کے ساتھ "آج ٹی وی" کے نمائندے تھے، انہوں نے وہاں جا کر ویڈیو تیار کی اور مختلف لوگوں سے interviews کیے۔ واپس آ کر انہوں نے اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات دیے اور یہ کہا کہ ہم 9 نومبر کو یہ تمام پروگرام نشر کریں گے۔ ہم 9 نومبر کو انتظار ہی کرتے رہ گئے اور میڈیا کی آزادی کا نعرہ لگانے والوں نے انہیں اس پروگرام کو نشر کرنے سے روک دیا تاکہ عوام حقائق نہ جان سکیں۔

آخر میں، میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے چند سوالات کرنا چاہتی ہوں اور یہ سوال صرف میرا نہیں بلکہ پوری پاکستانی عوام کا ہے کہ کس کے ایما پر مسلسل پاکستانی افواج کے ہاتھوں پاکستانی عوام کا قتل عام ہو رہا ہے؟ اس میں پاکستان کے کیا مفادات ہیں؟ دوسرا یہ کہ کیا یہ بیرونی طاقتوں کے ایجنڈے کا حصہ ہے یا چند dollars کے حصول کا ذریعہ ہے؟ بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you madam، آپ نے کہا کہ وہ پانچ بجے کیا کر رہے تھے، غلطیاں ہوتی رہتی ہیں، یہاں بھی غلطیاں ہوتی ہیں۔ میں اس وقت سینیٹر نہیں تھا تو ایک دن میں T.V. channel دیکھ رہا تھا تو صبح رمضان کے مہینے میں کہہ رہے تھے کہ جی میں صبح کو بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا اور اطلاع آئی تھی، تو کبھی کبھی یہ غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ Slip of the tongue, there is many a slip between the cup and the lip. اچھا جی next ہیں Madam Saadia Abbasi sahiba، میں سید محمد حسین کا انتظار کر رہا ہوں۔ خواتین کو پہلے موقع دے دیں، کبھی تو خواتین کا حق بھی مان لیں۔ جی میڈم۔

سینیٹر سعدیہ عباسی، شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ نے کچھ دیر پہلے فرمایا تھا کہ

Interior Minister صاحب جواب دینے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ Interior Ministerصاحب نے کیا جواب دینا ہے۔ آج "Dawn" میں خبر چھپی ہے کہ "Sunday Times" نے یہ خبر چھاپی ہے کہ Christina Lamb نے لکھا ہے کہ یہ جو attack تھا یہ United States نے کیا تھا اور جو اس کی رپورٹ ہے اس میں ایک پاکستانی آفیسر کو quote کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ

"we thought it would be less damaging if we said we did it rather than the US," said a key aid to President Pervez Musharraf. "But there was a lot of collateral damage.

انسانوں کو مار کرits called collateral damage

"and we've requested the Americans not to do it again." The Americans are believed to have attacked after a tip-off that Ayman al Zawahri, the deputy leader of Al Qaeda, was present.

اور حقیقت یہ ہے کہ ہم United States کے stooges ہیں، ہم نے ان کے ہر گندے کام کو کرنے کا ٹھیکہ اٹھا لیا ہے۔ کیا وہ Ayman al Zawahri کو پکڑیں گے، اس دنیا میں کئی Ayman al Zawahri ہیں، کئی اسامہ بن لادن ہیں۔ یہ administration اس سال پچاس ہزار عراقیوں کو مار چکی ہے۔ نہ ان کو شرم ہے، نہ ان کو حیاء ہے، نہ ان کو کسی چیز کا احساس ہے، بس زندگی ختم ہونی چاہیے۔ مغربی جرمنی کے بعد اگر کوئی evil regime اس دنیا میں آئی ہے تو وہ یہ United States کی present administration ہے اور ہم نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ ان کے agenda کو آگے بڑھائیں۔

یہ کہنا کہ منسٹر صاحب جواب دیں گے تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ہماری فوج کی بدنامی ہے اور چند لوگوں کی وجہ سے ہماری ساری فوج بدنام ہو رہی ہے۔ یہ ہماری فوج کا agenda نہیں ہے اور نہ ہونا چاہیے۔ کیا مسلمان مسلمان کو مارے، کیا یہ ہمارا agendaہونا چاہیے؟ کئی دفعہ ہم نے یہاں ان باتوں پر بحث کی ہے، لمبی لمبی تقاریر ہوئی ہیں، کیا فائدہ ان تقریروں کا، اس ایوان میں بیٹھ کر ہم condemn بھی نہیں کر سکے ہیں، ہم ان کے

لیے دعائے مغفرت بھی نہیں کر سکتے ہیں، ہم میں یہ ہمت ہی نہیں ہے اور ہم یہاں کہتے ہیں کہ ہم ایک sovereign ملک ہیں۔ یہ extra judicial killing ہے اور اس کی ہم تائید کرتے ہیں۔ ان باتوں کا کیا فائدہ ہے؟ ایوان کے اس طرف جو لوگ بیٹھے ہوئے ہوں، ان میں بھی اتنی ہمت ہونی چاہیے کہ کھڑے ہو کر کہیں اور بولیں کہ یہ سب کچھ غلط ہے، یہ پاکستان کی sovereignty کے خلاف ہے۔ مسلمان مسلمان کو نہیں مار سکتا اور نہیں مارنا چاہیے۔ جن لوگوں نے غربت نہ دیکھی، جنہوں نے مفلسی نہ دیکھی ان کو کیا پتا کہ لوگ کن وجوہات کی بنا پر اپنے بچوں کو ان مدرسوں میں بھیجتے ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ وہ terrorists تھے، اگر terrorists بھی تھے تو کیا اس ملک کا کوئی نظام نہیں ہے، یہ کہاں کی انسانیت ہے۔ ہم کس قسم کے لوگ ہو گئے ہیں کہ ہر بات کو justify کرتے ہیں کہ یہ معاملہ national interest کا ہے، کہاں national interest کا ہے۔ اس لیے ان تقریروں کا اور ان لمبے لمبے قصوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے، let us,

حقیقت call a spade a spade and let us say what is black and what is white. یہ ہے کہ ہم میں guts ہی نہیں ہیں اور Minister صاحب کو جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے، اس جنرل کو بلائیں اور وہ آ کر جواب دے اور اپنے میں ہمت پیدا کرے اور legislators کے سامنے آ کر کھڑے ہو کر کہے کہ یہ جو کچھ ہوا ہے، یہ غلط ہوا ہے، ہم کو نہیں کرنا چاہیے۔

آج کے "DAWN" میں خبر چھپی ہے، میں اپنی بات اس article کے حوالے سے ختم کروں گی کہ India سے ہر ہفتے "DAWN" میں ایک article چھپتا ہے اور جاوید نقوی columnist ہیں جو لکھتے ہیں کہ dateline New Delhi اور اس کا title ہے کہ is someone holding India hostage? اور ان کا

crux of the issue was that why was Indra Gandhi killed and why was Rajive Gandhi killed and why did Sonia Gandhi not become Prime Minister of India and why did she not take office, even she had the mandate to take that office or she has eluded to the role of the United States.

اور اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہے، وہ ہم پر بھی apply کرتا ہے۔ اس لیے میری خواہش ہے کہ آپ سب لوگ یہ پڑھیں لیکن اس کا آپ کو صرف ایک paragraph پڑھ کر سناتی ہوں اور آپ

کی اجازت ہے کہ میں آپ کو پڑھ کر سناؤں اور اس پر میں اپنی بات ختم کروں گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین، جی please.

Senator Saadia Abbasi: It is no longer embarrassing for an Indian to be indentified as a CIA man. Some of them wear the proximity like a badge of honour.The Pew Survey,

یہ ایک American Survey ہے،

not the most reliable yardstick, nevertheless showed Indians as resolutely supportive of President Bush when everyone else seemed to have deserted his destructive policies. The new flavour in India is America. Forget the Indra Gandhi in days, no one today talks anymore about the CIA's presence in India, about its ability to penetrate the nation's polity, to strike deep inside its security agencies, of its insatiable appetite for informants and assassin, for moles inside the country's armed forces, for stealing invaluable secrets.

اس بات پر میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔ Thank you Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

سینیٹر محمد حسین صاحب please take the floor.

سینیٹر محمد حسین، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

گلستان کو لہو کی ضرورت پڑی سب سے پہلے گردن ہماری کٹی

پھر کہتے ہیں مجھ سے اہل چمن یہ چمن ہمارا ہے، تمہارا نہیں

محترم جناب چیئرمین! پاکستان کے لیے، اس ملک کے لیے قبائلی عوام نے جتنی قربانیاں دی ہیں، جتنی شہادت کی سعادت پائی ہے، اس کی مثال بہت کم ملتی ہے لیکن آج ہمارے فوجی، ہمارے حکمران خود یا کسی سے حملہ کرواتے ہیں اور ان کو بے دردی سے شہید کر

دیتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ کتنی عورتوں کو بیوہ کر دیا، کتنی ماؤں کو رلایا، کتنے حافظوں کو شہید کر دیا اور کتنے بچوں کو یتیم کر دیا۔ خدا ہم سے پوچھے گا نہیں؟ ایک دن ضرور باضرور ہم سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا اور ہم اس کا جواب پھر نہیں دے سکیں گے۔ ہم تو دعوے کرتے ہیں کہ ہم قرآن پاک اور اس کے احکامات پر عمل کرتے ہیں لیکن اوپر سے ہم آگ کے گولے اور بم برساتے ہیں اور قرآن کو راکھ کر دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حفاظ کو شہید کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی دن تک صبح کی نماز میں بددعا دی کہ یارب جس نے میرے حافظوں کو شہید کیا ہے (عربی) یا اللہ ان کے گھروں کو ویران کر دے، ان کے بچوں کو ہمارے حوالے کر دے اور ہمارا غلام بنا دے اور ان کے مالوں کو مال غنیمت بنا دے۔ آج سمندر میں مچھلیاں اور آسمان پر فرشتے بددعائیں نہیں دیں گے! ان لوگوں کے لیے ضرور بددعا ہو گی، ہمارے حکمران اس سے نہیں بچ سکیں گے۔ میرے محترم! پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ امریکہ نے نہیں ہم نے کیا ہے، اس کو عذر گناہ، بدتر از گناہ کہتے ہیں۔ محترم! کہتے ہیں ایک آدمی کسی اندھیرے کونے میں چھپا ہوا تھا تو سامنے سے ایک آدمی آیا، اس کو "ہو" کر کے ڈرایا تو اس نے کہا کہ بے وقوف یہ کیا کر رہے ہو۔ شرم نہیں آتی، ابھی تک تمیز نہیں سیکھی۔ دوسرے نے کہا کہ میں معذرت خواہ ہوں، میں سمجھا کہ آپ کی بیوی ہے تو یہ عذرِ گناہ، بدتر از گناہ ہے۔ اتنا بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے بمباری نہیں کی، اتنا بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ ظلم ہوا ہے، اتنی جرأت بھی نہیں کہ یہ ناجائز ہوا ہے۔ آپ عذرِ گناہ، بدتر از گناہ کے مصداق بن رہے ہیں۔ میں صرف ایک مشورے کے طور پر کہتا ہوں کہ صدام کو پھانسی کا حکم کیوں ہوا؟ سب کو پتا ہے، ہمیں اس سے سبق لینا چاہیے، معنی خیز جملہ ہے، آپ اس پر غور کریں۔ جس طرح وزیرستان میں معاہدہ ہوا، میں گورنر سرحد کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے دانائی، ہوشیاری اور تجربے سے کام لیا ہے لیکن یہ بھی بتا دوں اگر یہ اس صلح پسندی پر گامزن نہ رہے تو ان کے دن بھی کم ہوں گے۔ ہمارے حکمرانوں کی طرف سے ان کو جلد چھٹی مل جائے گی لیکن مجھے امید ہے کہ یہ کسی کی پرواہ نہیں کریں گے۔ خدا کے لیے اپنے ملک کو، اپنے ہی ہاتھوں بغداد نہ بنائیں، فوج کو عوام کے ساتھ، دینداروں کے ساتھ نہ لڑائیں اور اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ ہم اس کو ختم کر دیں گے تو میں کہتا ہوں

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے

آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا۔

صدق اللہ العظیم۔

جناب قائم مقام چیئرمین، شکریہ سینیٹر محمد حسین صاحب۔ پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔ جنوری 2006 میں "ڈمہ ڈولا" پر حملہ ہوا تھا اور اس حملے کے سلسلے میں ہماری حکومت نے یہ بات تسلیم کی تھی کہ یہ حملہ امریکہ نے کیا تھا لیکن 30 اکتوبر چینہ گئی علاقہ مہمند، باجوڑ ایجنسی میں جو واقعہ ہوا، مدرسہ ضیاء العلوم تعلیم القرآن پر میزائل حملہ ہوا۔ جناب چیئرمین! اس بارے میں جنرل پرویز مشرف کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ حملہ پاکستان نے کیا اور یہ مدرسہ نہیں، دہشت گردی کا مرکز تھا اور اس میں جو 80 افراد شہید ہوئے ہیں، یہ سب دہشت گرد تھے اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ

who ever is saying that the killed were innocent students is telling a lie. They were all militants, imported terrorists and suicide training being imparted and were between the ages of 20 to 35.

پوری دنیا یہ کہہ رہی ہے کہ یہ بیس سال، پونتیس سال کے افراد تو بہت کم تھے، آٹھ نو سال سے لے کر بیس سال تک کی عمر کے افراد تھے اور ان میں قرآن پاک کے حفاظ زیادہ تھے۔ شوال کے مہینے م یگر طلبا نہیں ہوتے تھے، حفظ کے طلبا موجود رہتے ہیں۔ فوج اور قوم کے اندر، یہاں بات ئی کہ خلیج پیدا کی جا رہی ہے۔ اس واقعہ کے بارے میں حکومت کی طرف سے متضاد دعوے کیے گئے۔ پہلے یہ کہا گیا ہے کہ صرف پاکستان نے یہ کام کیا ہے، اس میں امریکہ نہیں تھا۔ اس کے بعد کہا گیا کہ intelligence ہم نے share کی ہے۔ اس کے بعد پھر کہا گیا کہ نہیں کوئی intelligence share نہیں کی گئی اور یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے اور اس بات کی بھی تردید کی گئی کہ یہ لوگ بیس سال سے کم عمر کے تھے۔ ایک رپورٹ جاری کی گئی، اس رپورٹ میں کچھ شناختی کارڈوں کے نمبر بھی دیے گئے اور عمر اور ولدیت بھی دی گئی اور اس

رپورٹ میں یہ بات لکھی گئی ' local militants immediately removed and buried the dead bodies without showing them to the media, present there. جناب چیئرمین! بڑی افسوس ناک بات ہے کہ جھوٹ پر جھوٹ بولا جا رہا ہے اور جھوٹ کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے ' جھوٹ بول کر ' لیکن پھر بھی کوئی جھوٹ چھپتا نہیں ہے۔ جھوٹ بالکل واضح ہے اور سامنے ہے۔ یہ بات کہ وہاں militants نے dead bodies کو چھپایا' یہاں یہ بات میری بہن نے بھی کہی کہ باجوڑ جانے پر پابندی لگائی گئی۔ جناب اسفندیار خان نے تو یہاں تحریک استحقاق پیش کی کہ ان کو جانے نہیں دیا گیا۔ قاضی حسین احمد صاحب کو جانے نہیں دیا گیا۔ وہاں بہت سے لوگوں نے جانے کی کوشش کی' صحافیوں نے جانے کی کوشش کی' ان کو جانے نہیں دیا گیا۔ آج ٹی وی پر پروگرام نشر نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین! صحافی برادری نے مجھے یہ بتایا کہ جو بھی ٹی وی کے نمائندے وہاں پہنچے ' انہوں نے جو کچھ ریکارڈ کیا' میجر جنرل شوکت سلطان صاحب کا فون ان کو ملا کہ یہ پروگرام آپ نے telecast نہیں کرنا اور وہ پروگرام telecast نہیں ہو سکا ہے۔ جناب چیئرمین اسلام آباد کا جو صحافی اغوا ہوا 'تو اس کا جرم یہ تھا کہ باجوڑ میں جو امن معاہدہ ہونے والا تھا اور جس میں مذاکرات ہوئے تھے' ان میں ان افراد کے نام شامل تھے جو وہاں کے اس مدرسے کے اساتذہ تھے' جو اس سے پہلے حکومت کو مطلوب تھے' اس کے باوجود حکومت نے ان سے مذاکرات کیے اور معاہدے پر دستخط ہونے والے تھے اور یہ حکومت سب کچھ جانتی تھی ' یہ اس (صحافی) نے رپورٹ چھاپی۔ اس رپورٹ کی پاداش میں اس کو اغوا کیا گیا' ایجنسیوں نے اسے اس بات کی سزا دی۔ یہاں احتجاج ہوا اور اس کے نتیجے میں وہ بچ گیا۔ ورنہ نامعلوم اس کے ساتھ کیا ہوتا! میرے دوستوں نے یہاں بات بتائی ' سپریم کورٹ میں یہ بات چل رہی ہے کہ لوگ اٹھائے جاتے ہیں اور پتا نہیں چلتا۔ کرامت اللہ خان' جو صوبہ سرحد میں حزب المجاہدین کا ناظم رہا تھا ' وہ آج تک لاپتا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ آئی ایس آئی کے لوگوں کے پاس ہے۔ جناب چیئرمین! باجوڑ کسی کو جانے نہیں دیا جا رہا اور حکومت کہتی ہے کہ militants نے dead bodies کو چھپا لیا۔ بڑے ہی افسوس کی بات ہے۔ جناب چیئرمین! میں Wikipedia میں سے ایک جملہ آپ کی اجازت سے پڑھ کر سناتا ہوں۔

Pakistani intelligence officials have told Western Media that predators were used in the site which utilized hell-fire missiles.

جناب چیئرمین ! ہمارے مدارس پر hell-fire, fire ہوتا ہے اور افسوس اور شرم کی بات ہے ' جنرل پرویز مشرف یہ بات کہتا ہے کہ پاکستان میں hell-fire جہنم کی آگ کو مدرسے پر مارا ہے ۔ بڑے ہی افسوس کی بات ہے اور یہ بات ہوتی ہے ۔ جناب چیئرمین ۳۰ اکتوبر کا واقعہ ہوا ہے۔اور کہا جاتا ہے کہ پاکستانی فوج نے کیا ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ بات کہتا ہوں کہ یہ پاکستانی فوج کے منہ پر امریکی کالک ملنے کی ایک ناکام کوشش، جنرل پرویز مشرف کر رہا ہے۔ پاک فوج کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتی۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امریکہ نے یہ واقعہ کیا ہے۔ جناب چیئرمین! اس کا ایک ثبوت یہ ہے پاک فوج اگر کوئی واقعہ کرتی ہے ۔ پاک فوج میں اگر کوئی فیصلہ ہوتا ہے سب سے پہلے کور کمانڈرز کی میٹنگ ہونا چاہیے۔ ۳۰ اکتوبر کو واقعہ ہوا۔ اور ۷ نومبر کو کور کمانڈرز کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ اور کور کمانڈرز کی میٹنگ میں جنرل پرویز مشرف کہتے ہیں۔

He said, "extreme care was being exercised to ensure that there was no loss of innocent lives or collateral damage while combating terrorist and added that this was also ensured in Bajour incident, we have evidence that militants were being trained, there were also intelligence report about active involvement of these militants leaders in terrorist activities."

جناب چیئرمین، یہ صورت حال ہے کہ آٹھ نو دن کے بعد کور کمانڈرز کو اعتماد میں لیا جاتا ہے اور کور کمانڈرز کو علم نہیں ہے کہ کیا ہوتا ہے اور پاک فوج کے چہرے پر یہ سب کچھ ملا جا رہا ہے ۔ جناب چیئرمین! اس واقعہ کے بارے میں میڈیا میں on the condition of anonymity آپ کے فوج کے افسران نے یہ معلومات دی ہیں۔

They loaded off this evidence, "the strike was absolutely inevitable" saida senior intelligence official also speaking on condition of anonymity. Another official calls the attack, "major test of military and intelligence

cooperation between the United States and Pakistan. We thought about other options but the American were not ready to take any chance" he said we were caught between the devil and the deep sea."

جناب چیئرمین، جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کو لا کھڑا کیا ہے between the devil and the deep sea جنرل پرویز مشرف کے بس کی بات نہیں کہ وہ اس قوم کو اس مشکل سے نکال سکے۔ اس مشکل سے نکالنے کے لیے ضروری ہے کہ جنرل پرویز مشرف اس قوم کو معاف کر دے اور قوم کے معاملات قوم کے حوالے کر دے۔

جناب قائم مقام چیئرمین، پروفیسر صاحب تھوڑا سا اختصار کیجیے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! مجھے آپ اجازت دیں گے۔ یہاں بہت ساری باتیں ہوئی ہیں۔ پختون معاشرے کے بارے میں بھی' افغانستان کے بارے میں بھی اور ہمارے بارے میں بھی اور پختون خواہ کے بارے میں بھی۔ میں ان کی ذرا وضاحت کرنا چاہوں گا۔ جناب چیئرمین! جنرل پرویز مشرف صاحب ہمیں حلال اور حرام سکھلا رہے ہیں وہ کہتے ہیں' "suicide is forbidden in Islam they are tarnishing the image of Islam which is religion of peace and tolerance." بڑی اچھی بات ہے جناب چیئرمین! لیکن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیرستان کا پریشن' وانا پریشن اس کے بعد میرانی اور میران شاہ پریشن۔ اور اس کے بعد---

جناب قائم مقام چیئرمین، میر ولی محمد بادینی صاحب' وہ lobby میں بلا لیں جاوید صاحب کو۔ جاوید صاحب lobby میں مل لیں بادینی صاحب سے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، ان واقعات نے خود کش حملہ آور اور فدائین پیدا کر رکھے ہیں۔ جناب چیئر مین! اور اب ان کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ جنرل پرویز مشرف کے فتوٰی پر کوئی عمل کرنے کو تیار نہیں ہے۔ جناب چیئرمین یہ ان سارے واقعات کا نتیجہ ہے اور اس وقت جناب چیئرمین! ہمیں ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ ہمارے قبائلی علاقہ جات میں والدین خود نوجوانوں کو رخصت کرتے ہیں اس کام کے لیے' اور یہ فوج کے بس کی بات نہیں' جنرل پرویز

مشرف کے بس کی بات نہیں۔ انہوں نے امریکہ کی خاطر جو کچھ کیا وزیرستان کے اندر، شرفا کو جس طرح ذلیل کیا گیا اس کے نتیجے میں یہ جذبات بھڑک اٹھے یہ اشتعال پیدا ہوا اور اس اشتعال کا نتیجہ ہے کہ یقیناً لوگ جا رہے ہیں جناب چیئرمین! اسی کام کے لیے وہ امریکیوں پر حملے کرتے ہیں اور اس وجہ سے سب کچھ ہوا ہے کہ انہوں نے یہ ظلم ڈھایا۔ اگر وزیرستان میں یہ ظلم نہ ڈھایا جاتا تو خودکش حملہ آور پیدا نہ ہوتے۔ پرویز مشرف ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ جناب چیئرمین! میں اختتام کی طرف آنے کی کوشش کرتا ہوں---

جناب قائم مقام چیئرمین، اختتام کی طرف آئیں، کوشش نہ کریں، آئیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، میرے فاضل دوست اسفند یار خان نے یہ بات کہی کہ طالبان ہماری پیداوار نہیں انہوں حکومت کو یہ الزام دیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں بھی پشتون معاشرے کا ایک فرد ہوں۔ پشتون معاشرے کے اندر دین کے طالب علم اور علما کا بہت بڑا کردار ہے۔ میرے دوست یہ بات جانتے ہیں کہ پشتون معاشرے میں پشتونوں کی لڑائی ہوتی ہے اور اس لڑائی کو ختم کرنے کے لیے ملا بیچ میں آتا ہے اور وہ امن قائم کرتا ہے، اس کا بہت بڑا کردار ہے اور بہت اہم کردار ہے انہوں نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ وہ تین پشتوں سے عدم تشدد کے پیروکار ہیں۔ میں بالکل یہ بات تسلیم کرتا ہوں۔ جناب باچا خان صاحب نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی کہ عدم تشدد میرا فلسفہ نہیں ہے، عدم تشدد میرا عقیدہ ہے اور جناب چیئرمین! باچا خان صاحب اور حاجی بابا ترنگ زئی ایک ہی نصب العین کے، ایک ہی راستے کے سپاہی تھے۔ ہندوستان کی آزادی کے لیے لڑ رہے تھے۔ جب باچا خان نے عدم تشدد کا راستہ اختیار کیا تو ان کی تعلیمی تحریک تھی لیکن حاجی بابا ترنگ زئی نے راستہ الگ کیا اور مہمند ایجنسی میں لکڑوں کے مکان میں ان کا ہیڈ کوارٹر تھا اور انہوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ ان کا فلسفہ اور عقیدہ عدم تشدد ہوگا لیکن پشتون قوم کا عقیدہ جہاد ہے اور ملا حاجی ترنگ زئی نے یہ جہاد لڑا اور حاجی بابا ترنگ زئی کو یہ پیغام دیا گیا کہ فرنگی بہت بڑی طاقت ہے تم اس کا مقابلہ درے والی بندوقوں سے نہیں کر سکتے انہوں نے جواب میں کہا تھا کہ میں نے یہاں انگریز کی ایک ڈویژن فوج کو مصروف رکھا ہوا ہے اگر میں نے بندوق رکھ دی تو یہ ایک ڈویژن فوج سلطنت عثمانیہ کے

خلاف استعمال ہوگی اس لیے میں جہاد کا راستہ ترک نہیں کر سکتا۔ جناب چیئرمین! جنوبی وزیرستان میں ملا پایندہ پشتونوں کے جہاد ی راہنما تھے' اس نے جہاد لڑا اور جناب چیئرمین! حاجی میرعلی خان ' فقیر اپی نے شمالی وزیرستان میں انگریز کے خلاف آخری وقت تک جہاد لڑا اور جب انگریز ہندوستان سے نکلا تو اس وقت قائد اعظم محمد علی جناح نےجا کر قبائل کے ساتھ معاہدہ کیا ۔پاک فوج کو قبائل سے واپس بلایا اور یہ اعلان کر دیا کہ قبائل پاکستان کے بازوئے شمشیر زن ہیں' ہم مغربی سرحد پر کوئی فوج نہیں رکھیں گے ۔ قبائل ہماری حفاظت کریں گے۔ جناب چیئرمین! جنرل پرویز مشرف نے قبائل کے اندر فوج ڈال کر بہت بڑی اورسنگین غلطی کی اور قبائل کے ساتھ قائد اعظم محمد علی جناح کے معاہدے کو انہوں نے ختم کیا ۔جناب چیئرمین! محترم عبدالرحیم مندوخیل صاحب میرے لیے بڑے ہی قابل احترام ہیں لیکن وہ ہمیشہ روسی اور امریکی کو لا کر میرے دروازے پر کھڑا کر دیتے ہیں کہ آپ کا چور اس کے گھر میں ہے ۔ جناب چیئرمین! افغانستان کے اندر روسیوں نےکیا کیا؟ افغانستان کے جس حکمران نے روس سے آزادی حاصل کرنے کے لیے کوشش کی اس کو خاک اورخون میں انہوں نے نہلایا اپنے ہی بیٹوں کو انہوں نے خاک و خون میں نہلایا ' سردار محمد داؤد کے روس کے ساتھ معاہدے تھے لیکن اس نے پاکستان کا دورہ کیا اس کے بعدسعودی عرب کا دورہ کرنے والے تھے اور سردار محمد داؤد خان کو افغانستان کے قصر صدارت گل خان کے اندر اپنے خاندان سمیت خاک و خون میں انہوں نے نہلایا۔ اس کے بعدکمیونسٹ انقلاب آیا ۔ کمیونسٹ انقلاب کے ہرسربراہ کو روسیوں نے خود ہی رخصت کیا ہے ۔مجاہدین اس تک نہیں پہنچے ہیں۔افغانستان کے اندر جو کچھ ہوا یہ روس کا کام تھا ' بالکل درست کہتے ہیں کہ ایک ہی سپر پاور ہے اور دوسری پاورختم ہوگئی۔ اس پاور کی اپنی غلطیاں تھیں جس کے نتیجے میں وہ ختم ہوگئی ۔ اور آج کہتے ہیں کہ collateral damage ہے' ہمارے بچوں کو خاک و خون میں نہلایا جاتا ہے اور اس کو collateral damage کہا جاتا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ذرا اختصار سے کام لیں کیونکہ اور دوست بھی رہتے ہیں۔

سینیٹر پرفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! میں اپنی بات ختم کرتا ہوں - آخری بات عرض کر رہا ہوں- پاکستان کے بارے میں امریکہ کے اخبار نے کارٹون چھاپا اور کارٹون کے اندر ابولفراج اللیبی ایک کتے کے جبڑوں میں دیا گیا ہے اور اس کتے پر لکھا گیا "پاکستان"- پاکستان کو یہ گالی امریکی کارٹونسٹ نے نہیں دی - پاکستان کو یہ گالی پاکستان کے اس وقت کے غاصب سربراہ جنرل پرویز مشرف نے دلوائی ہے اس وقت میں یہ عرض کرتا ہوں کورکمانڈرز کو معلوم نہیں اور واقعہ ہو جاتا ہے - جنرل پرویز مشرف جو جرم کر رہے ہیں اس جرم میں کورکمانڈرز برابر کے شریک ہیں - کورکمانڈرز پر لازم ہے کہ اب وہ اس کو چلتا کر دیں- اس قوم کو نجات دلا دیں اس غاصب جرنیل سے' اس مجرم جرنیل سے ' اس امریکہ کے ایجنٹ جرنیل سے- کورکمانڈرز اگر یہ کام نہیں کریں گے تو وہ خود بھی اس کے اندر مجرم ہوں گے-

جناب قائم مقام چیئرمین، پروفیسر صاحب! یہ کورکمانڈرز کا کام نہیں ہے ہم سیاسی قوتوں کا مقابلہ الیکشن میں کریں - کورکمانڈرز کا کام نہیں ہے اپنے کمانڈر کے خلاف کام کرنا-

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، بہت بہت شکریہ-

جناب قائم مقام چیئرمین، فاروق اے نائیک صاحب-

Senator Farooq Hamid Naek: Thank you Mr. Chairman. Sir, I will start my speech with a famous saying, "man is born free but everywhere he is in chains." One thinks of himself, the master of others and still remains the greatest slave in them. Sir, the strongest is never strong enough to be always the master unless he transforms strength into right which is very necessary to be done in this country. Sir, Bajour tragedy or enslavement of the citizens of Pakistan, I will keep before you in the light of public international law.

Sir, the attack on Bajour, not one but two attacks on Bajour are

violation of certain rules of public international law. Article 2 (4) of the United Nations Charter which is a supreme international law document, declares that a state shall refrain in the international relations from the threat or use of force against the territorial integrity or political independence of any state. The high moral standards of prohibition on the use of force set out in Article 2 (4) is balanced out by Article 51 of the United Nations Charter which mentioned the circumstances in which a state may lawfully resort to force against another state in the exercise of right of self defence. Article 51 declares "nothing in the Charter 5 shall prevent or impair the right of an individual state to attack another state in self defence but the resolution of the Security Council must be there" because it maintains international peace and security. Article 51 further states and maintains that response to attack must be proportionate. Not much time should be elapsed between the armed attack and its response which is very important Mr. Chairman, and the response must stop once the threat of armed attack has subsided. Now, sir problem arise

ہوتا ہے جب کوئی ملک جیسے کہ پاکستان ہے یا United States ہے' وہ international
terrorism کو justify کرنے کے لئے ایک legality create کرتے ہیں' ایک defence
create کرتے ہیں کہ such actions جو international terrorism کے ہیں' ان کے لئے
ضروری تھا کہ وہ یہ actions کریں مگر میں یہ عرض کرتا چلوں کہ such actions and such
justifications threatened the very sanctity of international legal rules. Sir,

سب سے پہلے جنوری 13 کی صبح کو

4 United States predators who were operated by the CIA of United States entered Pakistan space and launched an attack using laser guided missiles

on three houses situated in Damadola village in Bajour Agency. 18 آدمی مارے گئے جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے۔ Again October کی 30 تاریخ کو United States along with the Pakistan Army launched missile attack on Bajour on a *Madarassa,* جس کے اندر 82 young students, تھے۔ سب سے چھوٹا جو اخبار میں آیا وہ بارہ سال کی عمر کا تھا' وہ مارا گیا۔ Pretext کیا تھا' justification کیا تھی' جو میں ابھی پہلے آپ سے عرض کرچکا ہوں کہ پاکستان اور United States جیسے ملک اپنی غلط کاریوں کو چھپانے کے لئے International Law کو violate کرتے ہوئے' اس کو justify کرتے ہیں اور justify کیسے کرتے ہیں؟ Pretext create کرتے ہیں اور pretext کیا تھا کہ military training was being imparted اور کچھ unwanted لوگ یا wanted لوگ تھے جو اس مدرسے کے کمروں میں چھپے ہوئے تھے۔

Sir, the killing of these people, the killing of people were extra-judicial. Those persons, those innocent 82 persons were extrajudicially executed. These killings were deliberate and took place without attempting to arrest suspected offenders without giving any warning to them, without a suspect offering arms resistance and in the circumstances the suspect post no threat whatsoever to the security forces whether of United States or of Pakistan Thus we can term them plain and simple extrajudicial execution in violation of international law.

Sir, arbitrary deprivation of a life is always unlawful. Nobody can justify an arbitrary deprivation of life and no circumstance like war or public emergency can be invoked as justification for such execution and the very recent example, Mr. Chairman, is what happened in Iraq. Even the American soldiers were tried and convicted in United States of America and that was an extrajudicial killing. No justification whatsoever, even if

you are in war, you cannot kill civilians.

Sir, the Bajour attack clearly violates Article 2 (4) of the United Nations Charter. Article 51 is also violated.

کیسے violate ہوا؟ Because there was no recent armed attack. امریکہ پر attack ہوا
9/11 کا 2001 میں' اس کے بعد کوئی attack نہیں تھا' کوئی ثبوت نہیں ہے' کوئی sanction
نہیں تھی Security Council کی' کوئی resolution نہیں تھا کہ یہ attack کیا جائے باجوڑ پر۔
چاہے میں جنوری کی بات کر رہا ہوں' چاہے میں 30 نومبر کی بات کر رہا ہوں۔ So, these
attacks were totally unjustified. اگر وہ یہ کہتے ہیں' اگر وہ یہ defence لیتے ہیں کہ
pre-emptive strikes تھے۔ حالانکہ pre-emptive strikes کی United Nations Charter
کے اندر کوئی justification نہیں ہے لیکن کیونکہ یہ convention بنایا ہوا ہے انہوں نے'
امریکہ نے خاص طور پر' اگر یہ convention کی بات کرتے ہیں' اگر یہ pre-emptive strike
کی بات کرتے ہیں' نہ پاکستان نے' نہ United States نے دنیا میں کوئی ثبوت دیا ہے کہ جو
باجوڑ میں terrorists موجود تھے اور وہ mobilize کر رہے تھے پاکستان پر یا United States پر
attack کرنے کے لیے۔ Pre-emptive strikes کے لیے بہت ضروری ہے جناب چیئرمین!
کہ ایک ثبوت دینا چاہیے کہ ان پر attack ہو رہا ہے اور اس attack سے بچنے کے لیے
pre-emptive strike کرنا چاہیے۔ مگر ایسی کوئی چیز دنیا کے آگے پیش نہیں کی گئی۔ اس
سے clear ہوا کہ Bajour attack was a total violation of the international law, of
the international humanitarian law. کیونکہ international law and international
humanitarian law دونوں prohibit کرتے ہیں killings of the civilians even in the
war. اس وقت تو کوئی جنگ بھی نہیں ہو رہی ہے اور اگر معصوم لوگ' یہ innocent لوگ'
یہ civilians مارے گئے ہیں' this is completely and totally in violation of the
international law. جناب! اب آپ دیکھیے
universal declaration of human rights کو۔ آپ international convention on
civil and political rights کو بھی دیکھیے۔ Dignity of man کو preserve کیا گیا ہے۔

انسان کی آزادی کو preserve کیا گیا ہے۔ Life and liberty کو preserve کیا گیا ہے' ان سب چیزوں کو باجوڑ incident نے tragedy نے violate کیا ہے۔ یہ ساری چیزیں ثبوت دیتی ہیں کہ امریکہ نے اور پاکستان نے جو foundation of peace تھا' جو foundation of justice تھا یعنی کہ United Nations Charter کو انہوں نے violate کیا ہے اور تمام جو human rights اور freedom کے جو اصول ہیں' ان کو totally violate کر دیا گیا ہے۔ اب ان حالات میں کیا کیا جائے۔ آپ نے speeches سنی ہیں۔

Mr. Chairman, the law abiding and innocent citizens of Pakistan are paying a price of the dictatorial policies of the present military government

وہ price ہم نے دی درگئی میں۔ وہ price ہم نے ابھی کیسے دی۔ 42 military trainees were killed by a suicide bomber on 8th of November, 2006 اور یہ price ہم دیتے رہیں گے۔

We will continue to pay untill and unless the military dictatorship changes its policies and instead of toeing the line of the western powers, advise them to change their attitude towards Muslims throughout the world amicably, peacefully and in a just and equitable manner, settle the dispute of the Palestinians, of the Iraqis, of the Afghans and of the Kashmiris. Untill and unless this is done, sir, I am very clear in my conscience that we, Pakistanis will continue to pay the price. This matter will not get solved like this by few attacks here and there. Untill and unless,

جوظلم ہو رہا ہے مسلمانوں پر پوری دنیا میں۔ جب تک وہ policies change نہیں ہوں گی' جب تک Western powers and America یہ realize نہیں کریں گے کہ یہ جو base problems ہیں' root problems ہیں' ان کو جب تک solve نہ کیا جائے۔ آپ دس اسامہ بن لادن کو مار دیں' دس اور لوگوں کو مار دیں' The history somebody else will come up.

is very clear as to that.

جناب! اس کے علاوہ یہ بڑا ضروری ہے کہ یہ جو allegation of extrajudicial killing ہے' اس کو فوراً investigate کیا جائے ۔ Very impartially it should be investigated by the present regime اور جس نے بھی یہ ظلم کیا ہے' whoever is responsible for that, چاہے انہوں نے order کیا ہو' چاہے انہوں نے اس order کو carry کیا ہو' they should be brought to justice. That is very important. That is very very important for this country.

Sir, in the end I pray to God that better sense would prevail upon real rulers and instead of beating the poor citizens of Pakistan in an unlawful and dictatorial manner, they should allow them to live in their own country free of shackles in which they are chained right now. Thank you sir.

Mr. Acting Chairman: Thank you very much Naek sahib.

سینیٹر محمد صالح شاہ صاحب ان کے علاوہ ساجد میر صاحب بھی آج کے speaker ہیں اور ڈاکٹر مالک بھی ہیں۔ اب ہاؤس کی مرضی ہے اگر آپ آج نو بجے تک چلانا چاہتے ہیں تو مرضی ہے آپ کی یا پھر کل کے لئے اتنی اجازت دیں کہ آپ لوگوں کا sense لے کر کہ کل ہم Question Hour and Adjournment Motion کا وقت چھوڑتے ہوئے سیدھی طرح ساڑھے دس بجے شروع کر دیں کیونکہ بہت سے speakers ابھی بھی رہتے ہیں۔ ساجد میر صاحب آپ لاہور تو نہیں جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے تو پھر آج کے آخری speaker Senator Muhammad Saleh Shah sahib ہیں اور کل انشاء اللہ پھر Adjournment Motion اور Question Hour کو چھوڑیں گے تاکہ ہم اس debate کو مکمل کریں۔ جب میں بعد میں Adjournment پڑھوں گا تو پھر آپ کو بتا دوں گا۔ شکریہ۔ جی محترم۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علٰی

رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین صاحب! موضوع باجوڑ اور درگئی' یہ قبائل کا جو موضوع ہے یہ ایسا واضح ہے کہ میں اس موضوع کے بارے میں حیران ہوں جس وقت سے میں اس پارلیمنٹ میں آیا ہوں اس قبائل کے موضوع پر ہم نے بیانات سنے ہیں' تقاریر سنی ہیں تاحال اس پر ذرہ برابر پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! یہی واقعہ جو باجوڑ میں پیش آیا میری معلومات کے مطابق یہ وہی مسائل' یہی پریشانیاں' بمباریاں اور اپریشن وزیرستان اور نارتھ وزیرستان پر ختم ہوئے ہوں گے لیکن باجوڑ کے اپریشن اور بمباری سے یہ معلوم ہوا کہ تمام قبائل باری باری اس میں آئیں گے۔ تمام قبائل پر اپریشن' تمام قبائل پر بمباری ان کے مقدر میں ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! باجوڑ آپ کو بھی معلوم ہے کہ یہ فاٹا کے شمال میں ہے اور ساؤتھ وزیرستان فاٹا کے جنوب میں واقع ہے تو جنوبی وزیرستان' نارتھ وزیرستان میں جتنے اپریشن ہوئے ہیں اور جتنی بمباریاں ہوئی ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہیں۔ اب یہی موضوع کہ یہ اپریشن امریکہ نے کیا ہے یا پاکستان نے کیا ہے۔ میری سوچ میں یہ ایک ہی بات ہے۔ اس میں' میں ذرہ برابر کمی نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اپریشن' یہ بمباری امریکہ نے کی ہے تو اچھا نہیں ہوا یا پاکستان نے کی ہے تو بھی اچھا نہیں ہوا۔ یہ اپریشن اور یہ بمباری درحقیقت امریکہ نے کی ہے۔ ہمارے صدر صاحب یا ہمارے وزیر اعظم صاحب اس کا اقرار کیوں نہیں کرتے۔ میں اس کے بارے میں اتنی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے ہمارے صدر محترم نے صدر بش کے فون پر لبیک کہا ہے اس وقت سے لے آج تک جتنی کارروائی ہو رہی ہے یہ صدر بش کے اشاروں سے' امریکہ کے اشارو ں پر ہو رہی ہے۔ جب سے ہمارے صدر صاحب نے صدر بش صاحب کے فون پر لبیک کہا ہے اس کے مطابق ہمارے ساؤتھ وزیرستان میں ایک اپریشن ہوا۔ ہم لوگ کور کمانڈر صفدر حسین صاحب کے ساتھ meeting میں بیٹھے تھے' اکیس رکنی کمیٹی میں ' میں خود بھی اکیس رکنی کمیٹی کا ممبر ہوں۔ جب یہاں فوج کے ہاتھوں پندرہ وزیرستانی شہید ہو گئے تو کور کمانڈر صفدر حسین صاحب نے اسی اجلاس میں ہم سے معذرت کی' انہوں نے معافی مانگی اور یہاں تک انہوں نے کہا کہ جو شہید ہوئے ہیں ان کو پانچ پانچ لاکھ معاوضہ دیا جائے گا اور جو زخمی ہوئے ان کو تین تین لاکھ تھے یا دو دو لاکھ تھے اس وقت مجھے یاد نہیں' معاوضہ زخمیوں کے لیے تھا۔ جب رات نو بجے

ہم ٹی وی دیکھ رہے تھے تو ہمارے شوکت سلطان صاحب نے فرمایا کہ پندرہ دہشت گرد ہم نے قتل کر دیے ہیں حالانکہ کور کمانڈر صفدر حسین نے معاوضے کا اعلان کیا اور نو بجے ہمارے شوکت سلطان صاحب فرما رہے ہیں کہ پندرہ دہشت گرد مارے گئے ہیں اور وہ غیر ملکی تھے اور فلاں فلاں تھے۔ اسی طرح کا واقعہ وانا میں پیش آیا تھا۔ باجوڑ میں جو اپریشن ہوا ہے یا باجوڑ میں جو بمباری ہوئی یہ پاکستان نے کی ہے یا امریکہ نے کی ہے اس میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے کیونکہ اسی کے اشاروں پر ' اسی کی خوشنودی کے لیے یہ بمباریاں اور اپریشن ہمارے قبائل پر ہوتے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ! میں اسی فلور پر پہلے بھی یہ بات عرض کر چکا ہوں اور اب دوبارہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ عجیب مسئلہ ہے کہ اتنے مسلمان ' مخلوق خدا ہر روز شہید ہوتے جا رہے ہیں اور میں نے بھی اور ابھی کاکڑ صاحب نے بھی یہ تجویز پیش کی ہے کہ حکومت اس کے لیے کمیٹی تشکیل دے۔ اس میں حکومتی و اپوزیشن کے ارکان جن کی تعداد پانچ ' دس یا پندرہ پر مشتمل ہو تا کہ سارے حقائق ہمارے سامنے آئیں۔

میں یہ بھی یقین سے کہتا ہوں کہ قبائل بڑے حق گو اور حق پرست لوگ ہیں کہ جب بھی وہاں پریشن ہوتا ہے تو ہم وہاں پر میڈیا کو جانے کی اجازت دیتے ہیں ' نہ ارکان پارلیمنٹ کو جانے کی اجازت دیتے ہیں ' اسفندیار ولی صاحب کو بھی جانے سے منع کیا جاتا ہے ' قاضی حسین احمد صاحب کو بھی جانے سے منع کیا جاتا ہے ۔ آخر صورتحال ہے کیا ؟ اگر ہم صرف میڈیا والوں کو وہاں جانے کی اجازت دے دیں تو پھر بھی ہمارے سامنے حقائق آسکتے ہیں۔ اس تنازع میں ہم نہیں پڑنا چاہتے کہ یہ اپریشن امریکہ نے کیا ہے یا پاکستان نے کیا ہے ۔ لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے جناب چیئرمین ! کہ ان حقائق کو سمجھنے کے لیے تاحال ہم نے کمیٹی تشکیل نہیں دی ہے۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ یہی قتل و غارت اور مسائل و پریشانی قبائل میں جاری رہیں ۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ حکومت کی رضا شامل ہے۔ اگر رضا شامل نہ ہو تو ضرور اس کے لیے کوئی کمیٹی تشکیل دی جاتی۔

جناب چیئرمین ! میں اپنی تقریر کو مختصر کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت اس بارے میں قطعاً مخلص نہیں ہے۔ صدر صاحب جو کچھ بھی کہتے ہیں ہمیں اس پر ذرہ

برابر بھی یقین نہیں ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ رات کو میں نے جیو ٹی وی پر صدر کا انٹرویو سنا اور ان کے منہ سے ایک ایسا لفظ بھی نکلا اور میں خود دیکھ رہا تھا اور شاید ساری دنیا میں اور کسی نے بھی سنا ہوگا۔ جیو ٹی وی پر جب اس سے یہ پوچھا گیا کہ آپ پارلیمنٹ میں کیوں نہیں آتے۔ تو ہمارے صدر صاحب نے "بدتمیزی" کا لفظ استعمال کیا کہ وہاں "بدتمیزی" ہوتی ہے۔ افسوس کی بات ہے۔ ہمارے لئے تو ہاؤس کا احترام ہے اور ہمارے صدر صاحب کے لئے ہاؤس کا احترام نہیں ہے؟ یہ پروگرام میں نے خود دیکھا ہے اور وہاں بدتمیزی کا لفظ میں نے خود سنا ہے۔ کبھی کبھی مکے اور عوام سے ایسے خطاب کرتا ہے جو صدارتی شایان شان سے مطابقت نہیں رکھتا۔

جناب چیئرمین! بہرحال میں باجوڑ اور درگئی جہاں دونوں طرف ہمارے مسلمان شہید ہوئے ہیں۔ درگئی میں جو خودکش حملہ ہوا ہے وہ بھی ہمارے مسلمان تھے اور باجوڑ میں جو ہوا وہ بھی ہمارے مسلمان شہید ہوئے ہیں۔ ہرطرف ہمارے مسلمان ہی شہید ہو رہے ہیں۔ تاحال کسی عالم دین نے، کسی اپوزیشن والے نے یہ نہیں کہا ہے کہ یہ فوج والے کفار ہیں یا یہ مرتد ہیں یا ان کا قتل کرنا جائز ہے ۔ تاحال کسی عالم نے یہ فتویٰ نہیں دیا ہے۔ یہ بھی ہمارے مسلمان بھائی ہیں اور جو قبائل میں شہید ہو رہے ہیں وہ بھی ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ تو جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر اسی پر مختصر کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جس طرح پہلے سے موجود فلاں کمیٹی، فلاں محکمے کے لئے ہے، فلاں کمیٹی، فلاں محکمے کے لئے ہے۔ اسی طرح قبائلیوں کے لئے یہ کمیٹی بنائی جائے۔ آخرکار قبائل پاکستانی ہیں اور میرے پاس وہ اسناد موجود ہیں جو قبائیوں کو کشمیر کے بارے میں اسناد دی گئی تھیں۔ یہی قبائل پاکستان کے وفادار ہیں۔ یہی قبائل پاکستان کے قدم قدم پر وفادار ہیں۔ مجھے جتنی قبائیوں کی وفاداریاں معلوم ہیں، اتنی وفاداری کسی اور پاکستانی میں نہیں ہوگی پاکستان کے بارے میں جتنا کہ قبائل کی ہیں ۔ اب وہی وفادار قبائل ہرروز operation اور بمباری کی زد میں ہیں۔ لہذا میں دوبارہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ آئندہ یہ صورتحال پیش نہ آئے کہ یہ operation یا بمباری پاکستان نے کی ہے یا امریکہ نے کی ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین، بہت شکریہ سینیٹر صالح محمد صاحب۔

The House is adjourned till 10.00 a.m. 28th November. Thank you very much.

....

[The House was then adjourned to meet again at 10'Oclock in the morning on Tuesday, the 28th November, 2006]

....